رسالہ نمبر: 88

عاشقِ اکبر

(سیرتِ صدیقِ اکبر کے چند گوشے)



شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال
محمد الیاس عطّاؔر قادری رَضَوی دامت برکاتہم العالیہ

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC1286

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

عاشقِ اَکبر[1]

شیطان لاکھ سُستی دلائے یہ رسالہ (64 صفحات) اوّل تا آخر پڑھ لیجئے۔ اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ثواب ومعلومات کے ساتھ ساتھ دولتِ عشق کا ڈھیروں ڈھیر خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود پاک کی فضیلت

ہر قطرے سے فرشتہ پیدا ہوتا ہے

مدینے کے سلطان، رَحمتِ عالَمیان، سَرورِ ذیشان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ بَرَکت نشان ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک فِرِشتہ ہے کہ اُس کا بازو مشرِق میں ہے اور دوسرا مغرِب میں۔ جب کوئی شخص مجھ پر مَحبَّت کے ساتھ دُرُود بھیجتا ہے وہ فِرِشتہ پانی میں غوطہ کھا کر اپنے پَر جھاڑتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے پروں سے ٹپکنے والے ہر ہر قطرے سے ایک ایک فِرِشتہ پیدا کرتا ہے وہ فِرِشتے قِیامت تک اُس دُرُود پڑھنے والے کے لئے اِستغفار کرتے ہیں۔

(اَلْقَوْلُ الْبَدِیع ص ۲۵۱، الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح، ص ۲۴۲، ۴۲۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

---

[1] یہ بیان امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اوّلین مَدَنی مرکز جامع مسجد گلزارِ حبیب میں ہونے والے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اِجتماع (اندازاً ۳ رمضانُ المبارک ۱۴۱۰ھ/ 29-03-90) میں فرمایا تھا۔ ترمیم واضافے کے ساتھ تحریراً حاضرِ خدمت ہے۔ مجلسِ مکتبۃ المدینہ

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ عزَّوجلَّ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ (مسلم)

بچپن کی حیرت انگیز حکایت

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت** (4حصے)'' صَفْحہ 60 تا 61 پر ہے: **صِدّیقِ اکبر** رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے کبھی بُت کو سجدہ نہ کیا۔ چند برس کی عمر میں آپ (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) کے باپ بُت خانے میں لے گئے اور کہا: یہ ہیں تمہارے بلند وبالا خدا، انہیں سجدہ کرو۔ **جب** آپ (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) بُت کے سامنے تشریف لے گئے، فرمایا: ''میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، میں پتّھر مارتا ہوں اگر تُو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔'' وہ بُت بھلا کیا جواب دیتا۔ آپ (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے ایک پتّھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قُوّتِ خداداد کی تاب نہ لاسکا۔ باپ نے یہ حالت دیکھی انہیں غصّہ آیا، اُنہوں نے ایک تھپّڑ رُخسار مبارک پر مارا، اور وہاں سے آپ (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) کی ماں کے پاس لائے، سارا واقِعہ بیان کیا۔ ماں نے کہا: اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ

یَا اَمَۃَ اللّٰہِ عَلَی التَّحقِیقِ	اے **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) کی سچی بندی! تجھے
اَبشِرِیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِیقِ اِسمُہٗ	خوشخبری ہو یہ بچہ عتیق ہے، آسمانوں میں اس کا
فِی السَّمَاءِ الصِّدِّیقُ لِمُحَمَّدٍ	نام صدیق ہے، محمد صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ
صَاحِبٌ وَّ رَفِیقٌ	وسلَّم کا صاحب اور رفیق ہے۔

یہ روایت صدّیقِ اَکبر (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے خود مجلسِ اقدس (صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) میں بیان کی ۔ جب یہ بیان کرچکے، جبریلِ امین (عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) حاضرِ بارگاہ ہوئے اور عرض کی:

صَدَقَ اَبُوبَکْرٍ وَّھُوَ الصِّدِّیْقُ ابوبکر نے سچ کہا اور وہ صدِّیق ہیں۔

یہ حدیث امام احمد قَسطلانی (قُدِّسَ سرُّہُ النُّورانی) نے شرح صحیح بخاری میں ذِکر کی۔

(ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج۸ص ۳۷۰، ملفوظات اعلی حضرت ص ۶۰،۶۱ بِتَصَرُّف)

سیِّدُنا صِدّیقِ اَکبر کا مُختَصَر تعارُف

خلیفۂ اوّل، جانَشینِ محبوبِ ربِّ قدیر، امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کا نامِ نامی اسمِ گرامی **عبدالله** آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی کُنْیَت **ابوبکر** اور **صِدّیق وعتیق** آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے اَلقاب ہیں۔سُبحٰنَ اللّٰہ ! **صِدِّیق** کا معنٰی ہے: ''بَہُت زیادہ سچ بولنے والا۔'' آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ زمانۂ جاہلیت ہی میں اِس لقب سے مُلَقَّب ہوگئے تھے کیونکہ ہمیشہ ہی سچ بولتے تھے اور **عتیق** کا معنٰی ہے: ''آزاد''۔سرکارِ عالی مَرتَبت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ''اَنْتَ عَتِیْقٌ مِّنَ النَّارِ یعنی تُو نارِ دوزخ سے آزاد ہے۔'' اِس لئے آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کا یہ لَقَب ہوا۔(تارِیخُ الْخُلَفاء ص۲۹) آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ **قریشی** ہیں اور ساتویں پُشت میں شجرۂ نسب رسولُ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے **خاندانی شَجَرے** سے مل جاتا ہے۔آپ

فرمانِ مُصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بد بخت ہو گیا۔ (ابن سنی)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ عامُ الفیل[1] کے تقریباً اڑھائی برس بعد مَکَّۃُ الْمُکَرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں پیدا ہوئے۔ اَمیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صَحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے تاجدارِ رِسالت، شَہَنشاہِ نُبُوَّت، مَخزنِ جودوسخاوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رِسالت کی تصدیق کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس قدر جامِعُ الکمالات اور مَجْمَعُ الفَضائِل ہیں کہ اَنبیاءِ کِرام عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے بعد اگلے اور پچھلے تمام انسانوں میں سب سے اَفضل واَعلیٰ ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اِسلام قَبول کیا اور تمام جِہادوں میں مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ شریک ہوئے اور صُلْح وجنگ کے تمام فیصلوں میں محبوبِ ربِّ قدیر، صاحبِ خَیرِ کثیر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وزیر ومُشیر بن کر، زندگی کے ہر موڑ پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ساتھ دے کر جاں نثاری ووفاداری کا حق ادا کیا۔ 2 سال 7 ماہ مَسنَدِ خِلافت پر رونق اَفروز رہ کر 22 جمادَی الاُخریٰ 13ھ پیر شریف کا دن گزار کر وَفات پائی۔ اَمیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عُمَر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور روضۂ منوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا میں حضورِ اَقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پہلوئے مقدّس میں دَفن ہوئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال ص ۳۸۷، تارِیخُ الْخُلَفاء ص ۲۷۔۶۲ باب المدینہ کراچی)

---

[1] یعنی جس سال نامُرادو ناہَنجار اَبرَہہ بادشاہ ہاتھیوں کے لشکر کے ہمراہ کعبۂ مشرَّفہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ اِس واقِعے کی تفصیل جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مَطبوعہ کتاب ''عجائب القرآن مع غرائب القرآن'' کا مطالعہ کیجئے۔

سب سے پہلے کون ایمان لایا؟

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 92 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**سَوانحِ کربلا**'' صَفحہ 37 پر ہے: اگرچہ صَحابۂ کرام وتابعین وغیرہم کی کثیر جماعتوں نے اس پر زور دیا ہے کہ ''صدیقِ اکبر'' سب سے پہلے مومن ہیں۔ مگر بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ سب سے پہلے مومن ''حضرت علی'' ہیں۔ بعض نے یہ کہا کہ ''حضرت خدیجہ'' رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا سب سے پہلے ایمان سے مُشَرَّف ہوئیں۔ ان اقوال میں حضرت امام عالی مقام، امامُ الْاَئِمّہ، سراجُ الْاُمَّہ، حضرتِ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے اِس طرح تَطبِیق (یعنی مُوافقت) دی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے **حضرت ابوبکر** مشرَّف بایمان ہوئے اور عورتوں میں حضرتِ اُمُّ الْمُؤمِنِین **خدیجہ** اور نوعمر صاحبزادوں میں **حضرت علی**۔ رضی اللّٰہ تعالٰی عَنھُم اَجمَعِین۔ (تارِیخُ الْخُلَفاء لِلسُّیُوطی ص۲٦)

سب سے افضل کون؟

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 92 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**سَوانحِ کربلا**'' صَفحہ 38 تا 39 پر ہے: اہلِ سنّت کا اس پر اجماع ہے کہ انبیا عَلَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے بعد تمام عالَم سے **افضل حضرتِ ابوبکر صدّیق** رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ہیں، ان کے بعد **حضرتِ عمر**، ان کے بعد **حضرتِ عثمان**، ان کے بعد **حضرتِ علی**، ان کے بعد تمام عَشَرۂ مُبَشَّرہ، ان کے بعد باقی اہلِ بدر، ان کے بعد باقی اہلِ اُحُد، ان کے بعد

باقی اہلِ بیعتِ رضوان، پھر تمام صحابہ۔ یہ اِجماع ابو منصور بغدادی (علیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھادی) نے نَقل کیا ہے۔ ابنِ عَساکِر (علیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقادِر) نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، فرمایا کہ ہم ابوبکر و عمر و عثمان و علی کو فضیلت دیتے تھے بحالیکہ سرورِ عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہم میں تشریف فرما ہیں۔ (ابن عَساکِر ج ۳۰ ص ۳۴۶) امام احمد (علیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الاَحَد) وغیرہ نے حضرت علی مُرتَضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت کیا کہ آپ (کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیْم) نے فرمایا کہ اس اُمّت میں نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے بعد سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (اَیضاً ص ۳۵۱) ذَہبی (علیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی) نے کہا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بَتَواتُر منقول ہے۔ (تارِیخُ الْخُلَفاء لِلسُّیُوطی ص ۳۴)

تو میں الزام تراشوں والی سزا دوں گا

ابنِ عساکِر (علیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقادِر) نے عبدُالرَّحمٰن بن ابی لیلیٰ (رَحمَۃُ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) سے روایت کی کہ حضرتِ علی مُرتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: جو مجھے حضرت ابوبکر و عمر سے افضل کہے گا تو میں اس کو مُفتَرِی کی (یعنی الزام لگانے والے کو دی جانے والی) سزا دوں گا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکِر ج ۳۰ ص ۳۸۳ دارالفکر بیروت)

کلامِ حسؔن

بَرادرِ اعلیٰ حضرت، اُستاذِ زمن، حضرت مولانا حسن رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان اپنے مجموعۂ کلام "ذوقِ نعت" میں اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الاَنبِیاء، محبوبِ حبیبِ خدا، صاحبِ

صِدق وصفا، حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق بن ابوقُحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ صداقت نشان میں یوں رَطْبُ اللِّسان ہیں:

بَیاں ہو کس زَباں سے مرتبہ صِدّیقِ اَکبر کا
ہے یارِ غار، محبوبِ خدا صِدّیقِ اَکبر کا

یا اِلٰہی! رَحم فرما! خادِم صِدّیقِ اَکبر ہوں
تِری رَحمت کے صدقے، واسِطہ صِدّیقِ اَکبر کا

رُسُل اور اَنبیا کے بعد جو اَفضل ہو عالَم سے
یہ عالَم میں ہے کس کا مرتبہ، صِدّیقِ اَکبر کا

گدا صِدّیقِ اَکبر کا، خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے ہوں میں گدا، صِدّیقِ اَکبر کا

ضعیفی میں یہ قُوّت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں
سہارا لیں ضعیف واَقْوِیا صِدّیقِ اَکبر کا

ہوئے فاروق وعثمان وعلی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سَلاسِل سِلسلہ صِدّیقِ اَکبر کا

مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوئے محبوبِ خدا صِدّیقِ اَکبر کا

علی ہیں اُس کے دُشمن اور وہ دُشمن علی کا ہے
جو دُشمن عقل کا دُشمن ہوا صِدّیقِ اَکبر کا

لُٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اِس مَحبّت سے
کہ لُٹ لُٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صِدّیقِ اَکبر کا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

مال وجان آقائے دو جہاں پر قربان

صاحِبِ مَرْوِیاتِ کثیرہ حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ رحمتِ عالَمیان، مکّی مَدَنی سُلطان، محبوبِ رَحمٰن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔(ابویعلی)

حقیقت نشان ہے: ''مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْر یعنی مجھے کبھی کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا۔'' بارگاہِ نُبوّت سے یہ بِشارت سُن کر حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) رودیئے اور عَرض کی: یا رسولَ اللّٰہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میرے اور میرے مال کے مالِک آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی تو ہیں۔

(سُنَنِ اِبن ماجه ج ۱ ص۷۲ حديث ۹٤ دارالمعرفة بيروت)

وُہی آنکھ اُن کا جو منہ تکے، وُہی لب کہ مَحو ہوں نعت کے
وُہی سَر جو اُن کے لئے جُھکے، وُہی دل جو اُن پہ نِثار ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس روایَت مبارَکہ سے معلوم ہوا کہ حضرتِ سیِّدُنا صِدِّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مبارَک عقیدہ بھی یِہی تھا کہ ہم محبوبِ ربُّ الانام عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے غلام ہیں اور غلام کے تمام مال ومَنال کا مالِک اُس کا آقا ہی ہوتا ہے، ہم غلاموں کا تو اپنا ہے ہی کیا؟

کیا پیش کریں جاناں کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

کروں تیرے نام پہ جاں فدا

اِبتِدائے اِسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا وہ اپنے اِسلام کو حتَّی الوُسع (جہاں تک ممکن ہوتا) مَخفی رکھتا کہ حُضُورِ اَکرم، نورِ مُجَسَّم، غمخوارِ اُمَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کی طرف سے بھی یہی حُکم تھا تاکہ کافِروں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف اور نُقصان سے محفوظ رہیں۔ جب **مسلمان مردوں کی تعداد 38** ہوگئی تو حضرتِ سیِّدُ ناصِدِّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بارگاہِ رسولِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں عرض کی: یارسولَ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اب **عَلَی الاعلان** تبلیغِ اِسلام کی اِجازت عِنایَت فرما دیجئے۔ دوعالَم کے مالِک ومختار، شفیعِ روزِ شمار، اُمّت کے غمخوار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اوّلاً اِنکار فرمایا مگر پھر آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے اِصرار پر **اِجازت** عنایت فرما دی۔ چُنانچِہ سب مسلمانوں کو لے کر **مسجدُ الحرام شریف** زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں تشریف لے گئے اور **خطیبِ اوّل** حضرتِ سیِّدُ ناصِدِّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے خطبہ کا آغاز کیا، خطبہ شروع ہوتے ہی کُفّار ومُشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عَظَمت وشَرافت **مُسَلَّم** تھی، اِس کے باوُجود کُفّارِ بداَطوار نے آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ پر بھی اِس قدر خونی وار کئے کہ چہرۂ مُبارَک لَہو لُہان ہوگیا حتّٰی کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بے ہوش ہوگئے۔ جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو وہاں سے اُٹھا کر لائے۔ لوگوں نے گُمان کیا کہ حضرتِ سیِّدُ ناصِدِّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ زندہ نہ بچ سکیں گے۔ شام کو جب آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو اِفاقہ ہوا اور ہوش میں آئے تو سب سے پہلے یہ اَلفاظ زبانِ صداقت نشان پر جاری ہوئے: **محبوبِ ربِّ ذُوالجلال** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **کا کیا**

حال ہے؟ لوگوں کی طرف سے اِس پر بہُت مَلامت ہوئی کہ اُن کا ساتھ دینے کی وجہ سے ہی یہ مصیبت آئی، پھر بھی اُنھی کا نام لے رہے ہو۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ ماجدہ اُمُّ الْخَیر کھانا لے آئیں مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ہی صدا تھی کہ شاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کیا حال ہے؟ والِدۂ محترمہ نے لاعلمی کا اِظہار کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اُمِّ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضرتِ سیِّدُنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن) سے دَرْیافت کیجئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ ماجدہ اپنے لختِ جگر کی اِس مظلومانہ حالت میں کی گئی بیتابانہ درخواست پوری کرنے کے لئے حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں اور سرورِ معصوم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حال معلوم کیا۔ وہ بھی نامُساعِد حالات کے سبب اُس وقت اپنا اِسلام چھپائے ہوئے تھیں اور چونکہ اُمُّ الْخَیر ابھی تک مسلمان نہ ہوئی تھیں لہٰذا انجان بنتے ہوئے فرمانے لگیں: میں کیا جانوں کون محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) اور کون ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ ہاں آپ کے بیٹے کی حالت سُن کر رَنج ہوا، اگر آپ کہیں تو میں چل کر اُن کی حالت دیکھ لوں۔ اُمُّ الْخَیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے گھر لے آئیں۔ انہوں نے جب حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالتِ زار دیکھی تو تَحَمُّل (یعنی برداشت) نہ کرسکیں، رونا شروع کردیا۔ حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خیر خبر دیجئے۔ حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

والِدہ ٔصاحِبہ کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے توجُّہ دِلائی۔آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ اِن سے خوف نہ کیجئے،تب اُنہوں نے عرض کی: نبیِّ رحمت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عنایت سے بخیر وعافیت ہیں اور دارِ اَرقم یعنی حضرتِ سیِّدُنا اَرقم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے گھر تشریف فرما ہیں۔آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اُس وقت تک کوئی چیز کھاؤں گا نہ پیوں گا،جب تک شَہَنْشاہِ نُبُوَّت،سراپا خیر وبَرَکت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی سعادت حاصِل نہ کرلوں۔چُنانچہ والدۂ ماجِدہ رات کے آخِری حصے میں آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو لے کر حضور تاجدارِ رسالت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابَرَکت میں دارِ اَرقم حاضِر ہوئیں۔عاشقِ اَکبر حضرتِ سیِّدُنا صِدِّیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ حضورِ انور صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے لپٹ کر رونے لگے،آقائے غمگسار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور وہاں موجود دیگر مسلمانوں پر بھی گِریہ (یعنی رونا) طاری ہوگیا کہ سیِّدُنا صِدِّیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی حالتِ زار دیکھی نہ جاتی تھی۔پھر آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے مصطَفٰے جانِ رَحمت،شمعِ بزمِ ہِدایت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عرض کی: یہ میری والِدۂ ماجِدہ ہیں،آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اِن کے لئے ہِدایت کی دُعا کیجئے اور اِنہیں دعوتِ اِسلام دیجئے۔شاہِ خیرُ الانام عَلَیہِ اَفضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلام نے اُن کو اِسلام کی دعوت دی،اَلْحَمْدُ لِلّٰہعَزَّوَجَلَّ! وہ اُسی وقت مسلمان ہوگئیں۔

(البدایۃ والنہایۃ ج۲ ص۳۶۹۔۳۷۰ دارالفکر بیروت)

جسے مل گیا غمِ مصطَفٰے ،اُسے زندگی کا مَزہ ملا

کبھی سَیلِ اَشک رَواں ہوا، کبھی ''آہ'' دِل میں دَبی رہی (وسائلِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

راہِ خُدا میں مُشکلات پر صَبر

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! دینِ اِسلام کی اِشاعت وتَرویج کے لئے کس قدر مَصائب وآلام برداشت کئے گئے، اسلام کے عظیم مبلغین نے تَن من دَھن سب راہِ خدا میں قربان کردیا! آج بھی اگر مَدَنی قافلے میں سفر پر جاتے، اِنفرادی کوشش فرماتے، سنّتیں سیکھتے سکھاتے یا سُنّتوں پرعَمل کرتے کراتے ہوئے اگر مشکلات کا سامنا ہو تو ہمیں عاشقِ اکبر سیّدُنا صدّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حالات وواقعات کو پیشِ نظر رکھ کر اپنے لئے تسلّی کا سامان مُہیّا کرکے مَدَنی کام مزید تیز کردینا چاہئے اور دِین کے لئے تَن مَن دَھن نثار کردینے کا جذبہ اپنے اندر اُجاگر کرنا چاہئے جیسا کہ عاشقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ آخری دم تک اِخلاص اور اِستقامت کے ساتھ دینِ اِسلام کی خدمت سَر اَنجام دیتے رہے، راہِ خدا میں جان کی بازی لگادی مگر پائے اِستقلال میں ذرّہ برابر بھی لغزِش نہ آئی، دینِ اِسلام قبول کرنے کی پاداش میں جو صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضوان مظلومانہ زندگی بَسر کر رہے تھے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُن کے لئے رَحمت وشفقت کے دریا بہادیئے۔اور بارگاہِ ربُّ العُلٰی عَزَّوَجَلَّ سے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صاحِبِ تقویٰ کا لقب پایا اور

خدمتِ دِینِ خُدا اور اُلفتِ مصطفٰے میں مال خرچ کرنے پر سلطانِ دوجہاں، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تعریف وتَوصِیف بیان فرمائی۔

سات غلام خرید کر آزاد کئے

''فتاوٰی رضویہ'' جلد 28 صَفْحَہ 509 پر ہے: امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صِدِّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے 7 (غلاموں کو خرید کر اُن) کو آزاد کیا، اِن سب (غلاموں) پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ظُلم توڑا جاتا تھا اور اِنہیں (صدیقِ اکبر) کے لئے یہ آیت اُتری:

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور بہُت اُس (دوزخ) سے دُور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار۔ (پ ۳۰، اللیل: ۱۷)

صَفْحَہ 512 پر امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الباقی کے حوالے سے ہے: ہم سُنّیوں کے مُفسِّرِین کا اِس پر اِجماع ہے کہ ''اَتْقٰی'' سے مراد حضرتِ (سیِّدُ نا) ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں۔ (فتاوٰی رضویہ)

قَصرِ پاکِ خِلافت کے رُکنِ رکیں   شاہِ قوسَین کے نائبِ اوّلیں
یارِ غار شہنشاہِ دُنیا و دیں   اَصدَقُ الصّادِقِیں سَیِّدُ المُتَّقِیں
چشم وگوشِ وَزارت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !   صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

فرمانِ مُصطفٰے صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: مجھ پر دُرُود شریف پڑھو اللہ عزّوجلّ تم پر رحمت بھیجے گا۔ (ابن عدی)

تین چیزیں پسند ہیں

مُشیرِ رسولِ انور، عاشقِ شہنشاہِ بحر و بر حضرتِ سیِّدُ ناصِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں مجھے تین چیزیں پسند ہیں: اَلنَّظْرُ اِلَیْکَ وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلَیْکَ وَالْجُلُوْسُ بَیْنَ یَدَیْکَ یعنی (۱) آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے **چہرۂ پُرانوار کا دیدار کرتے رہنا** (۲) آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر اپنا مال خرچ کرنا اور (۳) آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر رہنا۔ (تفسیر روح البیان ج۶ ص۲۶۴)

میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے　　مرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رحمتِ عالَم
یہی تو ایک سہارا ہے زندگی کے لئے　　تمہاری یاد کو کیسے نہ زندگی سمجھوں

تینوں آرزوئیں بر آئیں

اللہ عزّوجلّ نے حضرتِ سیِّدُ ناصِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی یہ تینوں خواہشیں حُبِّ رسولِ انور صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صدقے پوری فرما دیں ﴿۱﴾ آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو **سَفَر وحَضَر میں رَفاقتِ حبیب** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نصیب رہی، یہاں تک کہ **غارِ ثور** کی تنہائی میں آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے سوا کوئی اور زیارت سے مُشرَّف ہونے والا نہ تھا ﴿۲﴾ اِسی طرح مالی قربانی کی سعادت اِس کثرت سے نصیب ہوئی کہ اپنا سارا مال وسامان سرکارِ دوجہاں صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدموں پر قربان کر دیا اور ﴿۳﴾ مزارِ پُرانوار میں بھی اپنی دائمی رَفاقت وقُربت عنایت فرمائی۔

محمد ہے متاعِ عالَمِ اِیجاد سے پیارا
پِدر مادر سے مال و جان سے اَولاد سے پیارا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی علٰی مُحَمَّد

کاش! ہمارے اندر بھی جذبہ پیدا ہوجائے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عاشِقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے عشق و محبت بھرے واقِعات ہمارے لئے مَشعلِ راہ ہیں۔ راہِ عشق میں عاشِق اپنی ذات کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اُس کی دِلی تمنّا یہی ہوتی ہے کہ رضائے محبوب کی خاطر اپنا سب کچھ لُٹا دے۔ کاش! ہمارے اندر بھی ایسا جذبۂ صادِقہ پیدا ہوجائے کہ خدا و مصطَفٰے کی رضا کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کردیں۔

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مَحَبَّت کے کھوکھلے دعوے

افسوس! صد کروڑ افسوس! اب مسلمانوں کی اکثریت کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ عشق و مَحَبَّت کے **کھوکھلے دعوے** اور جان و مال لُٹانے کے محض نعرے لگاتے ہیں، ظاہری حالت دیکھ کر ایسا لگتا ہے گویا اِن کے نزدیک دُنیا کی قدر (عزّت) اِس قدر بڑھ گئی ہے کہ **مَعاذَ اللّٰہ** اسلامی اَقدار کی کوئی پرواہ نہیں رہی، نبیِّ رَحمت، غمگُسارِ اُمَّت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی نماز) کی پابندی کا کچھ لحاظ نہیں، غیروں کی

نقالی میں اِس قدر مَحوِیَّت کہ اِتِّباعِ سنّت کا بالکل خیال نہیں۔ اللہ داور عَزَّوَجَلَّ ہمیں عاشقِ اکبر حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے صَدقے ولولۂ عشق ومَحبَّت اور جذبۂ اتِّباعِ سنّت عنایت فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تو انگریزی فیشن سے ہر دم بچا کر مجھے سنّتوں پر چلا یاالٰہی!
غمِ مصطفٰی دے غمِ مصطفٰی دے ہو دردِ مدینہ عطا یاالٰہی! (وسائلِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

یارِ غار کا مالی ایثار

غزوۂ تبوک کے موقع پر نبیِّ کریم، رءُوفٌ رَّحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم نے اپنی اُمّت کے اَغنیا (یعنی مالداروں) اور اَربابِ ثَروَت (یعنی دولتمندوں) کو حکم دیا کہ وہ اللہ رَبُّ العِباد عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں جہاد کے لئے مالی اِمداد میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں تا کہ مجاہدینِ اسلام کے لئے خُورد ونوش (یعنی کھانے پینے) اور سواریوں کا اِنتِظام کیا جا سکے۔ محبوبِ رحمٰن، شاہِ کون ومکان صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِس فرمانِ رغبت نشان کی تعمیل کرتے ہوئے جس ہستی نے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنی ساری دولت بارگاہِ رِسالت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں پیش کی وہ صَحابی ابنِ صَحابی، عاشقِ اکبر حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ تھے، آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے گھر کا سارا مال وَ متاع آقا صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ نبیِّ مختار، دو عالَم کے تاجدار، شہنشاہِ

اَبرار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے یارِ غار کے اِس اِیثار کو دیکھ کر استِفسار فرمایا: کیا اپنے گھر بار کے لئے بھی کچھ چھوڑا؟ بَصد اَدب واحترام عرض گزار ہوئے: ''ان کے لیے میں اللّٰہ اور اُس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔'' (مطلب یہ ہے کہ میرے اور میرے اہل وعیال کے لیے اللّٰہ و رسول کافی ہیں) (سبل الھدٰی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج۵ص۴۳۵)

شاعر نے اِس جذبۂ جاں نثاری کو یوں نَظم کیا ہے:

اِتنے میں وہ رفیقِ نُبُـــوَّت بھی آگیا　　جس سے بِنائے عشق و محبت ہے اُستوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وَفا سَرِشت　　ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اِعتبار
بولے حُضور، چاہیے فکرِ عِیال بھی　　کہنے لگا وہ عشق ومَحَبَّت کا رازدار
اے تجھ سے دِیدۂ مہ وَانجُم فروغ گِیر　　اے تیری ذات باعثِ تکوینِ رُوزگار
پروانے کو چَراغ تو بُلبل کو پھول بس
صِدّیق کے لیے ہے خدا کا رَسول بس

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب!　　صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

صِدّیقِ اَکبر کی شان اور قرآن

اعلیٰ حضرت، عظیمُ البَرَکت، مجدِّدِ دِین وملّت، امامِ عشق ومَحبّت الحاج القاری الحافظ شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن نقل فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا امام فخرالدّین رازی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الھَادِی نے ''مَفَاتِیحُ الغَیب (تفسیرِ کبیر)'' میں فرمایا کہ سُوْرَۂ وَالَّیل (حضرتِ سیِّدُنا) ابوبکر (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) کی سورۃ ہے اور سُوْرَۂ وَالضُّحٰی (حضرتِ سیِّدُنا) محمّد صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سورۃ ہے۔

وصفِ رُخ اُن کا کیا کرتے ہیں شرحِ والشّمس وضُحیٰ کرتے ہیں

اُن کی ہم مدح وثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں (حدائقِ بخشش شریف)

اعلٰی حضرت کی تشریح

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن حضرتِ سیِّدُنا امام فخرالدّین رازی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کے اِس قولِ مبارک کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی سورۃ کو ''وَالَّیل'' کا نام دینا اور مصطفٰے جانِ رَحمت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سورۃ کا نام ''وَالضُّحٰی'' رکھنا گویا اِس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ نبی صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم صِدّیق کا نور اور اُن کی ہدایت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف اُن کا وسیلہ جن کے ذَرِیعے اللہ عزَّوجلَّ کا فضل اور اُس کی رضا طلَب کی جاتی ہے اور صِدّیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ، نبی صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی راحت اور اُن کے اُنس وسُکون اور اِطمینانِ نفس کی وجہ ہیں اور اُن کے مَحرَمِ راز اور اُن کے خاص مُعامَلات سے وابَستہ رہنے والے، اِس لئے کہ اللہ تبارَکَ وَتعالٰی فرماتا ہے: وَجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ ''اور رات کو پردہ پوش کیا۔'' (پ 30، النبا: 10) اور اللّٰہ تعالٰی فرماتا ہے: جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ ''تمہارے لیے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اُس کا فضل ڈھونڈو اور اس لیے

کہ تم حق مانو۔'' (پ20،القصص:73) اور یہ اِس بات کی طرف تَلمِیح (یعنی اِشارہ) ہے کہ دین کا نظام اِن دونوں (محبوبِ ربِّ اکبر وصِدّیقِ اکبر صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم و رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) سے قائم ہے جیسے کہ دنیا کا نظام دن رات سے قائم ہے تو اگر دن نہ ہوتو کچھ نظر نہ آئے اور رات نہ ہوتو سکون حاصل نہ ہو۔ (ماخوذ ازفتاوٰی رَضَویہ ج۲۸، ص۶۷۹ـ۶۸۱)

خاص اُس سابقِ سیرِ قربِ خدا اَوحَد کامِلیَّت پہ لاکھوں سلام
سایۂ مصطَفٰے ، مایۂ اِصطَفا عِزّ و نازِ خِلافت پہ لاکھوں سلام
اَصدَقُ الصّادِقِیں، سیِّدُ المُتَّقِیں چشم وگوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

منبرِ مُنوَّر کے زینے کا اِحتِرام

طَبَرانی نے اَوسط میں حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ تا زِیُست (یعنی زندگی بھر) حضرتِ سیِّدُ نا صِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ منبرِ مُنوَّر پر اس جگہ نہیں بیٹھے جہاں حُضور صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم تشریف فرما ہوتے تھے، اِسی طرح حضرتِ سیِّدُ نا عُمر فاروقِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ، حضرتِ سیِّدُ نا صِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی جگہ اور حضرتِ سیِّدُ نا عثمانِ غنی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ حضرتِ سیِّدُ نا عُمر فاروقِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ، کی جگہ پر جب تک زندہ رہے کبھی نہیں بیٹھے۔ (تارِیخُ الْخُلَفاء ص۷۲)

سرکارِ نامدار کا یار

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! جس طرح مُحِبِّ مہرِ مُنوَّر، رَفیقِ رَسولِ اَنور، عاشقِ اکبر حضرتِ

سیِّدُنا صِدِّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوبِ ربِّ اکبر، دو عالَم کے تاجوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بے پناہ عشق و مَحبَّت تھی، اِسی طرح رسولِ رحمت، سراپا جُود وسخاوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی صِدِّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَحبّت وشفقت فرماتے۔ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن نے ''فتاویٰ رضویہ'' کی جلد نمبر 8 صَفْحہ 610 پر وہ اَحادیث مبارَکہ جمع فرمائیں جن میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے پیارے صِدِّیق اَکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ رفعت نِشان بیان فرمائی ہے چُنانچِہ تین روایات مُلاحظہ فرمایئے: ﴿1﴾ حِبرُ الْاُمَّہ (یعنی اُمّت کے بہُت بڑے عالم) حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بِن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رِوایَت ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور حُضُور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صَحابہ (عَلَیہِمُ الرِّضوان) ایک تالاب میں تشریف لے گئے، حُضُور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا: ہر شخص اپنے یار کی طرف پَیرے (یعنی تیرے)۔ سب نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ صرف رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور (حضرتِ سیِّدُنا) ابوبکر صِدِّیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) باقی رہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صِدِّیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف پَیر (یعنی تیر) کے تشریف لے گئے اور انہیں گلے لگا کر فرمایا: ''میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا لیکن وہ میرا یار ہے۔'' (اَلْمُعْجَمُ الْکبِیر ج ۱۱ ص ۲۰۸) ﴿2﴾ حضرتِ (سیِّدُنا) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم خدمتِ اقدس حُضُورِپُر

نور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم میں حاضِر تھے، اِرشاد فرمایا: اِس وَقت تم پر وہ شخص چمکے (یعنی ظاہِر ہو) گا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے بعد اُس سے بہتر و بُزُرگ تر کسی کو نہ بنایا اور اُس کی شَفاعت، شَفاعتِ اَنبیاءِ کِرام (عَلَیْہِمُ السَّلام) کے مانند ہوگی۔ ہم حاضِر ہی تھے کہ (حضرتِ سیِّدُنا) ابوبکر صِدّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نظر آئے، سیِّدِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے قِیام فرمایا (یعنی کھڑے ہوگئے) اور (حضرتِ سیِّدُنا) صِدّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پیار کیا اور گلے لگایا۔ (تاریخِ بغداد ج ۳ ص ۳۴۰) ﴿3﴾ حضرتِ (سیِّدُنا) عبد اللہ بنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے رِوایَت ہے، میں نے حُضُورِ اَقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کو امیرُ المؤمنین (حضرتِ سیِّدُنا) علی (المرتضٰی) کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے ساتھ کھڑے دیکھا، اتنے میں ابوبکر صِدّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ حاضِر ہوئے۔ حُضُورِ پُرنور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے اُن سے مُصافَحہ فرمایا (یعنی ہاتھ ملائے) اور گلے لگایا اور اُن کے دَہَن (یعنی منہ) پر بوسہ دیا۔ مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے عرض کی: کیا حُضُور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا مُنہ چومتے ہیں؟ فرمایا: ''اے ابوالحسن[1] (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہے جیسا میرا مرتبہ میرے ربّ (عَزَّوَجَلَّ) کے حُضُور۔''

(فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج ۸ ص ۶۱۰-۶۱۲)

مدینہ

[1] اپنے بڑے شہزادے حضرتِ سیِّدُنا امام حَسَن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت سے امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی کُنْیَت ''ابوالحسن'' ہے۔

کہیں گرتوں کو سنبھالیں، کہیں روٹھوں کو منائیں — کھودیں اِلحاد کی جڑ بعدِ پیمبر صِدّیق
تو ہے آزاد سقر سے ترے بندے آزاد — ہے یہ **سالک** بھی ترا بندۂ بے زر صِدّیق

(دیوانِ سالک از مفتی اَحمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

مُرید کامِل

میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن **''فتاوٰی رَضَوِیہ شریف''** میں فرماتے ہیں: ''اَولیاءِ کِرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السّلام فرماتے ہیں کہ پوری کائنات میں **مصطَفٰے** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم جیسا نہ کوئی **پیر** ہے اور نہ **ابوبکر صِدّیق** رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ جیسا کوئی **مرید** ہے۔'' (فتاوٰی رَضَوِیہ مخرَّجہ ج ۱۱ ص ۳۲۶)

عقل ہے تیری سِپَر، عشق ہے شمشیر تری — میرے دَرویش! خِلافت ہے جہانگیر تری
مَا سِوَا اللّٰہ کے لئے آگ ہے تکبیر تری — تُو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

صدّیقِ اَکبر نے امامت فرمائی

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 92 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**سَوانحِ کربلا**'' صَفحہ 41 پر ہے: بخاری و مسلم نے حضرتِ (سیِّدُنا) ابو موسیٰ اَشعَری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، **حُضُورِ اقدس** عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام مریض

ہوئے اور مرض نے غلَبہ کیا تو فرمایا کہ **ابوبکر** کو حکم کرو کہ نماز پڑھائیں ۔سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدِّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: **یارسولَ اللہ**!صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم وہ نرم دل آدمی ہیں آپ کی جگہ کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھاسکیں گے۔فرمایا:حکم دو ابوبکر کو کہ نماز پڑھائیں ۔حضرت سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدِّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر وہی عُذر پیش کیا۔حُضُور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم)نے پھر یہی حکم بتاکید فرمایا اور حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ مبارَک میں نماز پڑھائی۔یہ حدیثِ مُتَوَاتِر ہے(جوکہ)حضرتِ عائشہ وابنِ مسعود وابنِ عبّاس وابنِ عُمر و عبداللہ بن زَمْعَہ وابوسعید وعلی بن ابی طالب وحفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)وغیرہم سے مروی ہے۔علماء فرماتے ہیں کہ اِس حدیث میں اس پر بہُت واضح دلالت ہے کہ حضرتِ صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطلقاً تمام صَحابہ سے افضل اور خِلافت واِمامت کے لئے سب سے اَحق واَولیٰ (یعنی زیادہ حقدار اور بہتر) ہیں۔ **(تارِیخُ الْخُلَفاء ص ۴۷، ۴۸)**

علم میں، زُہد میں بے شبہ تُو سب سے بڑھ کر
کہ امامت سے تری کھل گئے جوہر صِدّیق
اِس اِمامت سے کُھلا تم ہو اِمامِ اکبر
تھی یہی رمزِ نبی کہتے ہیں حیدر صِدّیق

(دیوانِ سالک)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عاشقِ صادق کی یہ پہچان ہے کہ وہ ہر آن، یادِ محبوب کو

حرزِ جاں بنائے رکھتا ہے۔ عشقِ رسُول کی لذّت سے نا آشنا لوگوں کو جب عاشقوں کے اَنداز سمجھ میں نہیں آتے تو وہ اُن کا مذاق اُڑاتے، پَھبتیاں کستے اور باتیں بناتے ہیں۔ ایک شاعِر نے ایسے ناسمجھوں کو سمجھاتے ہوئے اور حقیقی عُشّاق کے دیوانگی سے بھرپور جذبات کی ترجُمانی کرتے ہوئے کہا:

نہ کسی کے رَقص پہ طنز کر نہ کسی کے غم کا مذاق اڑا
جسے چاہے جیسے نواز دے، یہ مزاجِ عشقِ رسول ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی علٰی مُحَمَّد

خدا کی قسم اگر ہمیں عاشقِ اکبر حضرتِ سیِّدُ ناصِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے عشقِ رسول کے ایک ذرّے کا کروڑواں حصّہ بھی عطا ہو جائے تو ہمارا بیڑا پار ہو جائے۔

دولتِ عشق سے آقا مِری جھولی بھر دو بس یہی ہو مرا سامان مدینے والے
آپ کے عشق میں اے کاش! کہ روتے روتے یہ نکل جائے مری جان مدینے والے
مجھ کو دیوانہ مدینے کا بنا لو آقا بس یہی ہے مرا اَرمان مدینے والے
کاش! عطّار ہو آزاد غمِ دُنیا سے بس تمہارا ہی رہے دِھیان مدینے والے

(وسائلِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی علٰی مُحَمَّد

غارِ ثور کا سانپ

ہجرتِ مدینۂ منوّرہ کے موقع پر سرکارِ نامدار، مکّے مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ

تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رازدار و جاں نِثار، یارِ غار و یارِ مزار حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جاں نِثاری کی جو اعلیٰ مثال قائم فرمائی وہ بھی اپنی جگہ بے مثال ہے، تھوڑے بہُت الفاظ کے فرق کے ساتھ مختلف کتابوں میں اِس مضمون کی روایات ملتی ہیں کہ جب اللہ کے حبیب، حبیبِ لبیب، بے چین دلوں کے طبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم غارِ ثور کے قریب پہنچے تو پہلے حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ غار میں داخِل ہوئے، صفائی کی، تمام سوراخوں کو بند کیا، آخری دو سوراخ بند کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی، تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے پاؤں مبارک سے ان دونوں کو بند کیا، پھر رسولِ کریم، رءُوفٌ رَّحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم سے تشریف آوری کی درخواست کی: رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اندر تشریف لے گئے اور اپنے وفادار، یارِ غار و یارِ مزار صِدّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زانو پر سرِ انور رکھ کر مَحوِ اِستراحت ہوگئے (یعنی سوگئے)۔ اُس غار میں ایک سانپ تھا اُس نے پاؤں میں ڈس لیا مگر قربان جایئے اُس پیکرِ عشق ومَحبَّت پر کہ دَرد کی شدَّت و کُلفت (یعنی تکلیف) کے باوُجود محض اِس خیال سے کہ مصطفٰے جانِ رَحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آرام وراحت میں خلل واقِع نہ ہو، بدستور ساکِن وصامِت (یعنی بے حرکت وخاموش) رہے، مگر شدتِ تکلیف کی وجہ سے غیر اختیاری طور پر چشمانِ مُبارَک (یعنی آنکھوں) سے آنسو بہ نکلے اور جب اَشکِ عِشق کے چند قطرے محبوبِ کریم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم کے وَجہِ کریم (یعنی کرم والے چہرے) پر نچھاور ہوئے تو شاہِ عالی وقار، ہم

بے کسوں کے غم گُسار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیدار ہو گئے، اِستِفسار فرمایا: اے ابوبکر (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ)! کیوں روتے ہو؟ حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدِّیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے سانپ کے ڈَسنے کا واقِعہ عرض کیا۔ آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ڈَسے ہوئے حصّے پر اپنا لُعابِ دَہَن (یعنی تھوک شریف) لگایا تو فوراً آرام مل گیا۔

(مِشْکاۃُ الْمَصابِیح ج٤ ص٤١٧ حدیث ٦٠٣٤ وغیرہ)

نہ کیوں کر کہوں یَا حَبِیْبِیْ اَغِثْنِیْ!
اِسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

منزلِ صدق وعشق کے رَہبر حضرتِ سیِّدُنا صدّیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی عَظَمت اور غارِ ثَور والی حکایت کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا: ؎

یار کے نام پہ مرنے والا — سب کچھ صَدَقہ کرنے والا
ایڑی تو رکھدی سانپ کے بِل پر — زہر کا صدمہ سہ لیا دل پر
منزلِ صدق وعشق کا رَہبر — یہ سب کچھ ہے خاطرِ دلبَر

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! — صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

اللّٰہ ہمارے ساتھ ہے

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدِّیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ جب رسولِ ذِی وقار، شَہَنشاہِ اَبرار، صاحبِ پسینۂ خوشبودار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہمراہ غارِ ثَور میں تشریف لے گئے تو کفّارِ ناہَنجار تقریباً غار کے قریب پہنچ چکے تھے، اِن دونوں مُقدَّس ہستیوں کی غار میں موجودگی کو

فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔(ترغیب وترہیب)

اللّٰہ رَبُّ الْعُلٰی عزَّوَجلَّ نے پارہ 10 سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ آیت نمبر 40 میں یوں بیان فرمایا:

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ ترجمۂ کنز الایمان: صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے۔

اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ اِسی واقِعے کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے صِدّیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی شانِ عَظمت نشان یوں بیان فرماتے ہیں:

یعنی اُس اَفضلُ الْخَلْقِ بَعْدَ الرُّسُل
ثَانِیَ اثْنَیْنِ ہجرت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش شریف)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں مُقدّس ہستیوں کی حِفاظت کے ظاہری اَسباب بھی پیدا فرما دیئے وہ اِس طرح کہ جونہی جنابِ رسالت مآب صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی مَعِیَّت (یعنی ہمراہی) میں **غارِ ثور** میں داخِل ہوئے تو خدائی پہرہ لگا دیا گیا کہ غار کے منہ پر **مکڑی** نے جالا تَن دیا اور کَنارے پر **کبوتری** نے انڈے دے دیئے۔ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ 680 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**مُکاشَفَۃُ الْقُلُوب**'' کے صَفحہ 132 پر ہے: یہ سب کچھ کفّارِ مکہ کو غار کی تلاشی سے باز رکھنے کے لئے کیا گیا، اُن **دو کبوتروں** کو ربِّ **ذُوالْجَلال** عَزَّوَجَلَّ نے ایسی بے مثال جزا دی کہ آج تک حَرَمِ مکّہ میں جتنے کبوتر ہیں وہ اُنہی دو کی اَولاد ہیں، جیسے اُنہوں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے نبیِّ رَحمت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی

حِفاظت کی تھی ویسے ہی ربّ عَزَّوَجَلَّ نے بھی حَرَم میں اُنکے شِکار پر پابندی عائِد فرمادی۔

(مُکاشَفَةُ الْقُلوب ج ۱ ص ۵۷ دارالکتب العلمیة بیروت)

فانوس بن کے جس کی حِفاظت ہَوا کرے
وہ شمع کیا بُجھے جسے روشن خدا کرے

جب کُفّارِ قریش نے وہاں کبوتروں کا گھونسلا اور اُس میں انڈے دیکھے تو کہنے لگے: اگر اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالا تنتی نہ کبوتری انڈے دیتی۔ کُفّار کی آہٹ پا کر عاشقِ اکبر حضرت صِدّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کچھ گھبرا گئے اور عرض کی: یا رسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم! اب دُشمن ہمارے اس قدر قریب آ گئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ حُضُورِ اکرم، نُورِ مُجسَّم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ (پ ۱۰، التوبة: ۴۰)

ترجَمۂ کنز الایمان: ”غم نہ کھا، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

اعلیٰ حضرت، امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمۃُ الرَّحمٰن مکّے مدینے کے سلطان، سرورِ ذیشان، سرکارِ دوجہاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کے اِس مُعجِزۂ عالی شان اور خوارئ دُشمنان کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جان ہیں، جان کیا نظر آئے
کیوں عَدو گردِ غار پھرتے ہیں (حدائقِ بخشش شریف)

پھر عاشقِ اکبر حضرتِ سیِّدُ ناصدِّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ پر سکینہ اُتر پڑا کہ وہ بالکل ہی

مطمئن اور بے خوف ہو گئے اور چوتھے دن یکم ربیعُ النُّور بروز دوشَنبہ (یعنی پیر شریف) حضورِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم غار سے باہَر تشریف لائے اور مدینۂ منوّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیماً روانہ ہو گئے۔

(ماخوذ از عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص۳۰۳۔۳۰۴ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی علٰی مُحَمَّد

واہ ! رے مکڑی تیرا مقدّر!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلحمدُلِلّٰہ! محبوبِ ربِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صِدّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کامیاب و بامُراد ہوئے اور تلاش کرنے والے کُفّارِ بَداَطوار ناکام و نامُراد ہوئے۔ مکڑی نے جُستجُو کا دروازہ بند کر کے غار کا دَہانہ (منہ) ایسا بنا دیا کہ وہاں تک سُراغ رسانوں (یعنی جاسوسوں) کی سوچ بھی نہ پہنچ سکی اور وہ مایوس ہو کر واپس پلٹے اور مکڑی کو لازوال سعادت مُیسَّر آئی جس کو ''مُکاشفَۃُ القُلُوب '' میں حضرتِ سیِّدُنا ابنِ نقیب عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الحسیب نے کچھ یوں بیان کیا: ریشم کے کیڑوں نے ایسا ریشم بُنا جو حُسن میں یکتا (یعنی بے مثال) ہے مگر وہ مکڑی اِن سے لاکھ درجے بہتر ہے اِس لئے کہ اُس نے غارِثَور میں سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے غار کے دَہانے (یعنی منہ) پر جالا بُنا تھا۔ (مُکاشَفۃُ القُلوب ج ۱ ص۵۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی علٰی مُحَمَّد

فرمانِ مُصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: مجھ پر دُرُود شریف پڑھو اللہ عزَّوجلَّ تم پر رحمت بھیجے گا۔ (ابن عدی)

غار کے اُس پار سمندر نظر آیا!

بعض سیرت نِگاروں نے لکھا ہے کہ حضرتِ سیّدُنا صِدّیق اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے جب دُشمن کے دیکھ لینے کا خدشہ ظاہر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر یہ لوگ اِدھر سے داخِل ہوئے تو ہم اُدھر سے نکل جائیں گے۔ عاشقِ اکبر سیّدُنا صِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے جُوں ہی اُدھر نگاہ کی تو دوسری طرف ایک دروازہ نظر آیا جس کے ساتھ ایک سمُندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور غار کے دروازے پر ایک کشتی بندھی ہوئی تھی۔ (مُکاشَفۃُ الْقُلوب ج ۱ ص ۵۸)

تم ہو حَفیظ و مُغِیث کیا ہے وہ دُشمن خبیث تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروڑوں دُرُود

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس بس ہے یِہی آسرا تم پہ کروڑوں دُرُود

(حدائق بخشش شریف)

مصیبت میں آقا سے مدد مانگنا صحابہ کا طریقہ ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے سرورِ ذِیشان، رحمتِ عالَمِیان، شاہِ کون ومکان صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا معجزۂ راحت نِشان مُلاحظہ فرمایا کہ غارِ ثور کی دوسری طرف آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نِگاہِ پُر انوار کی بَرَکت سے یارِ غار و یارِ مزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کشتی وسمندر نظر آئے اور یوں فیضانِ رِسالت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چین وراحت محسوس فرمانے لگے۔ اِس واقعے سے مزید یہ بھی پتا چلا کہ محبوبِ ربُّ العِباد، راحتِ ہر قلبِ ناشاد صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے حاجت ومصیبت کے وقت طلبِ اِمداد صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ

الرِّضوان کا طریقہ ہے:

وَاللّٰــــــــہ ! وہ سُن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے

اِتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی علٰی مُحَمَّد

صِدّیقِ اَکبر کی انوکھی آرزو

حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن سیرین علیہ رَحمۃُ اللّٰہِ القوی فرماتے ہیں: جب حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ غار کی طرف جارہے تھے تو آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کبھی سرکارِ عالی وقار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے۔ حُضُورِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا: ایسا کیوں کرتے ہو؟ عرض کی: جب مجھے تلاش کرنے والوں کا خیال آتا ہے تو میں آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور جب گھات میں بیٹھے ہوئے دُشمنوں کا خیال آتا ہے تو آگے آگے چلنے لگتا ہوں، مَبادا (یعنی ایسا نہ ہو کہ) آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کوئی تکلیف پہنچے۔ پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: کیا تم خطرے کی صورت میں میرے آگے مَرنا پسند کرتے ہو؟ عرض کی: ''ربِّ ذُوالجلال کی قسم! میری یِہی آرزو ہے۔'' (دَلَائِلُ النُّبُوَّۃِ لِلْبَیْہَقِی ج ۲ ص ۴۷۶ مُلَخَّصاً دارالکتب العلمیۃ بیروت)

یوں مجھ کو موت آئے تو کیا پوچھنا مِرا
میں خاک پر نگاہ درِ یار کی طرف (ذوقِ نعت)

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان صِدّیقِ اکبر کی مبارک شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بہتری جس پہ کرے فخر وہ بہتر صِدّیق — سَروَری جس پہ کرے ناز وہ سَروَر صِدّیق
زِیست میں موت میں اور قبر میں ثانی ہی رہے — ثانِیَ اثْنَین کے اِس طرح ہیں مظہر صِدّیق
اُن کے مدّاح نبی اُن کا ثناگو اللہ — حق ابُوالفَضل کہے اور پیمبر صِدّیق
بال بچّوں کے لئے گھر میں خدا کو چھوڑیں — مصطفٰے پر کریں گھر بار نچھاور صِدّیق
ایک گھر بار تو کیا غار میں جاں بھی دے دیں
سانپ ڈستا رہے لیکن نہ ہوں مُضطَر صِدّیق (دیوانِ سالک)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

سفرِ آخرت میں مُوافقت

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ المنان فرماتے ہیں: حُضُورِ انور صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وَفات زَہر کے عَود کرنے (یعنی لَوٹ آنے) سے ہوئی۔[1] اِسی طرح حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی وفات اُس وقت سانپ کا زہر لوٹ آنے سے ہوئی، جس نے ہجرت کی رات غار میں آپ کو ڈَسا تھا۔ حضرتِ صِدّیق کو فَنا فِی الرَّسُول کا وہ درجہ حاصل ہے کہ آپ کی وَفات بھی حضورِ انور صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ

---

[1] جو زَہر غزوۂ خیبر کے موقع پر زینب بنت حارث یہودیہ نے دیا تھا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۵۰)

واٰلہٖ وسلَّم کی وَفات کا نُمونہ ہے، پیر کے دن میں حضور صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وَفات اور پیر کا دن گزار کر شب میں حضرت صِدّیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی وفات۔ حضور صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وَفات کے دن شب کو چَراغ میں تیل نہ تھا، حضرت صِدّیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی وَفات کے وقت گھر میں کفن کے لیے پیسے نہ تھے۔ یہ ہے فنا۔

(مراۃ المناجیح ج۸،ص۲۹۵ ضیاء القراٰن پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاھور)

اِمامِ عشق ومحبت، یارِ ماہِ رِسالت حضرتِ سیِّدُ ناصِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی سَفَرِ ہجرت کی بے مثال اُلفت وعقیدت کو سراہتے ہوئے اعلیٰ حضرت، عظیمُ البَرَکت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ؎

صِدّیق بلکہ غار میں جاں اُس پہ دے چکے　　اور حفظِ جاں تو جان فُروضِ غُرَر کی ہے

ہاں! تو نے اِن کو جان، اُنہیں پھیر دی نماز　　پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بَشَر کی ہے

ثابت ہوا کہ جُملہ فرائض فُروع ہیں

اَصلُ الْاُصُول بندَگی اُس تاجوَر کی ہے　(حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب!　صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ حضرات نے رسولِ انور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور محبوبِ حبیبِ داور، عاشقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے آخرت کے سَفَر میں مُوافقت مُلاحَظہ فرمائی کہ شاہِ جُود ونَوال صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے گھر بوقتِ وِصال چراغ میں تیل نہ تھا آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جانثار صدِّیق خوش

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود ِپاک پڑھا اللہ عزَّوجلَّ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ (مسلم)

خِصال رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کا حال یہ تھا کہ بے وفا دُنیا کی فانی دولت کے پیچھے بھاگنے کے بجائے سرمایۂ عشق ومَحبَّت کو سمیٹا، اپنے آپ کو تکلیفوں میں رکھنا گوارا کیا اور اسی حالت کو راحتِ ہر دوسرا (یعنی دونوں جہاں کا سکون) جانا۔

جان ہے عشقِ مصطفٰی روز فزُوں کرے[1] خدا
جس کو ہو دَرد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں (حدائقِ بخشش)

پتا چلا بارگاہِ ربُّ العزّت میں صاحبِ قدرومَنزِلت وہ نہیں جس کے پاس مال و دولت کی کثرت ہے بلکہ صاحبِ شرافت وفضیلت اور زیادہ ذی عزَّت وہ ہے جو زیادہ تقوٰی وپرہیزگاری کی دولت سے مالا مال ہے جیسا کہ اللہ مُجِیبُ الدَّعَوات عَزَّوَجَلَّ کا پارہ 26 سُوْرَۃُ الْحُجُرٰت کی آیت 13 میں فرمانِ عزّت نشان ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزَّت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

صدّیقِ اکبر کا غمِ مصطفٰے

بارگاہِ الٰہی کے مُقَرَّب اور پیارے دربارِ رِسالت کے چمکتے دمکتے ستارے، سلطانِ دوجہاں صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھوں کے تارے، دکھیاروں کے ٹوٹے

مـــــــــدینہ

[1] یعنی بڑھائے، زیادہ کرے۔

دلوں کے سہارے حضرتِ سیِّدُ ناصِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے سرورِ کائنات، شَہَنشاہِ موجوادت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ظاہِری وفات کے موقع پر غمِ مصطفٰے میں بیقرار ہوکر یہ اَشعار کہے:

لَمَّا رَاَیۡتُ نَبِیَّنَا مُتَجَدَّلًا ضَاقَتۡ عَلَیَّ بِعَرۡضِهِنَّ الدُّوۡر
فَارۡتَاعَ قَلۡبِیۡ عِنۡدَ ذَاكَ لِهُلۡكِهٖ وَالۡعَظۡمُ مِنِّیۡ مَا حَیِیۡتُ كَسِیۡر
یَا لَیۡتَنِیۡ مِنۡ قَبۡلِ مَهۡلَكِ صَاحِبِیۡ غَیَّبۡتُ فِیۡ جَدۡثٍ عَلَی صُخُوۡر

ترجمہ ﴿1﴾ جب میں نے اپنے نبی صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو وَفات یافتہ دیکھا تو مکانات اپنی وُسعَت کے باوُجود مجھ پر تنگ ہو گئے ﴿2﴾ اِس وقت آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وفات سے میرا دل لرزاٹھا اور زندگی بھر میری ہڈّی شکستہ (یعنی ٹوٹی ہوئی) رہے گی ﴿3﴾ کاش! میں اپنے آقا صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِنتِقال سے پہلے چٹانوں پر قبر میں دَفن کر دیا گیا ہوتا۔

(اَلْمَواھِبُ اللَّدُنِّیَّۃ لِلْقَسطَلّانِی ج۳ ص۳۹۴ دار الکتب العلمیة بیروت)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ المنان ’’دیوانِ سالک‘‘ میں غمِ مصطفٰے میں اس طرح کے جذبات کا اِظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جنہیں خَلق کہتی ہے مصطفٰے، مرا دل اُنہیں پہ نثار ہے مِرے قلب میں ہیں وہ جلوہ گر کہ مدینہ جن کا دِیار ہے
وہ جھلک دکھا کے چلے گئے مرے دل کا چین بھی لے گئے مِری روح ساتھ نہ کیوں گئی، مجھے اب تو زندگی بار ہے
وُہی موت ہے وُہی زندگی، جو خدا نصیب کرے مجھے
کہ مَرے تو اُن ہی کے نام پر، جو جیئے تو اُن پہ نثار ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

کاش! ہمیں بھی غمِ مصطفٰے نصیب ہو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عاشقِ شاہِ بحرو بر، راہِ عشق ومَحبَّت کے رہبر، عاشقِ اکبر حضرتِ سیِّدُ ناصِدّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اُلفت وعقیدت کا اشعار میں کس قدر سوز و رِقّت کے ساتھ اِظہار فرمایا ہے، کاش! سرورِ کائنات کے وزیر ودلبر حضرتِ سیِّدُ ناصِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے **غمِ مصطفٰے میں** بہنے والے پاکیزہ آنسوؤں کے صدقے ہمیں بھی **غمِ مصطفٰے** میں رونے والی آنکھیں نصیب ہو جائیں۔

ہجرِ رسول میں ہمیں یا ربِّ مصطفٰے

اے کاش! پھُوٹ پھُوٹ کے رونا نصیب ہو (وسائلِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

خواب میں دیدارِ مُصطفٰے

عارِف بِاللّٰہ حضرت علّامہ امام عبدالرحمٰن جامی قُدِّسَ سرُّہُ السّامی نے اپنی مشہور کتاب ’’شَواھِدُ النُّبُوّۃ ‘‘ میں **یارِ غار و یارِ مزار**، عاشقِ شہنشاہِ ابرار خلیفۂ اوّل حضرتِ سیِّدُ ناصِدّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارَک زندگی کے آخری ایّام کا **ایک ایمان افروز خواب** نَقل کیا ہے اُس کا کچھ حصہ بیان کیا جاتا ہے چُنانچہ سیِّدُ ناصِدّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک دَفعہ رات کے آخری حصّے میں مجھے خواب کے اندر **دیدارِ مصطفٰے** کی سعادت نصیب ہوئی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے دوسفید کپڑے زیبِ بدن

فرما رکھے تھے اور میں ان کپڑوں کے دونوں کناروں کو ملا رہا تھا، اچانک وہ دونوں کپڑے سبز ہونا اور چمکنا شروع ہو گئے، اُن کی دَرَخشانی وتابانی (یعنی چمک دمک) آنکھوں کو خِیرہ (یعنی چکا چوند) کرنے والی تھی، **حضورِ پُرنور** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے ''اَلسَّلامُ عَلَیْکُم'' کہہ کر مُصافَحہ (یعنی ہاتھ ملانے) سے مشرَّف فرمایا اور اپنا دستِ مقدَّس میرے سینۂ پُر درد پر رکھ دیا جس سے میرا اِضطِرابِ قلبی (یعنی دل کا بے قرار ہونا) دُور ہو گیا پھر فرمایا: ''اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! مجھے تم سے ملنے کا بَہُت اِشتِیاق (یعنی خواہش) ہے، کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم میرے پاس آ جاؤ؟'' میں خواب میں بَہُت رویا یہاں تک کہ میرے اہلِ خانہ کو بھی میرے رونے کی خبر ہوگئی جنہوں نے بیدار ہونے کے بعد مجھے خواب کی اِس گِریہ وزاری سے مُطَّلَع کیا۔ (شواهد النبوة للجامی ص۱۹۹ مكتبة الحقيقة تركی)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

یومِ وفات اور کفن میں شوقِ مُوافقت

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مَطبُوعہ 274 صَفَحات پر مُشتَمِل کتاب ''**صحابۂ کرام کا عشقِ رسول**'' صَفْحہ 67 پر منقول ہے: **حضرتِ سیِّدُنا صِدیقِ اَکبر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے پیشتر (یعنی قبل) اپنی شہزادی حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دَریافت کیا کہ **رسولُ اللّٰہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے؟ حُضور رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وَفات

شریف کس دن ہوئی ؟ اِس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی آرزو تھی کہ کفن ویومِ وَفات میں حُضُور صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی **مُوافقت** ہو، جس طرح حیات میں حُضُور سرورِ کائنات صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی **اِتّباع** (یعنی پیروی) کی اِسی طرح مَمات (یعنی وَفات) میں بھی ہو۔ (صَحیح بُخاری حدیث۱۳۸۷، ج۱، ص۴۶۸ دار الکتب العلمیة بیروت)

اَللّٰہ اَللّٰہ یہ شوقِ اِتّباع
کیوں نہ ہو صِدّیقِ اَکبر تھے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

صِدّیقِ اکبر کی وفات کا سبب غمِ مصطفٰے تھا

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عشقِ رسولِ باکمال و بےمثال کی دولتِ لازوال سے کس قدر مالا مال تھے، آپ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے شب و روز کے اَحوال، بی بی آمِنہ کے لال، پیکرِ حسن و جمال صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عشقِ بےمثال کا مَظْھَرِ اَتَمّ (یعنی کامِل ترین اِظہار) ہیں۔ اُمّی نبی، رسولِ ہاشمی، مکّی مَدَنی صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وِصالِ ظاہری کے بعد آپ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی مبارَک زندگی میں سنجیدگی زیادہ غالِب آ گئی اور (تقریباً 2 سال 7 ماہ پر مشتمل) اپنی بقِیّہ (بَ۔قی۔یہ) زندگی کے لیل ونہار (یعنی دن رات) گزارنا اِنتہائی دُشوار ہو گیا اور آپ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ یادِ سرکارِ نامدار صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں بےقرار رہنے لگے، چُنانچِہ حضرتِ

سیِّدُ نا امام جلالُ الدّین سُیُوطی شافِعی علیہ رحمۃ اللہِ القوی نَقل کرتے ہیں: حضرتِ سیِّدُ نا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُ نا صِدِّیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وفات کا اصل سبب سرورِ کائنات کی (ظاہری) وفات تھا کہ اِسی صدمے سے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مبارک بدن گُھلنے لگا اور یہی وفات کا باعث بنا۔ (تارِیخُ الْخُلَفاء ص ۶۲ بتغیر)

مَر ہی جاؤں میں اگر اِس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قُربِ مسیحا چھوڑ کر (ذوقِ نعت)

مَرِیضِ مصطَفٰے

حضرتِ سیِّدُ نا امام عبدُ الرّحمٰن جلالُ الدین سُیُوطی شافِعی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القوی "تَارِیخُ الْخُلَفَاء" میں نَقل فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُ نا صِدِّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانۂ عَلالت (یعنی بیماری کے ایّام) میں لوگ عِیادت کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کی: اے جانَشینِ رسول رضی اللہ تعالٰی عنہ! اِجازت ہو تو ہم آپ کے لئے طبیب لائیں۔ فرمایا: طبیب نے تو مجھے دیکھ لیا ہے۔ عرض کیا: طبیب نے کیا کہا؟ اِرشاد فرمایا کہ اُس نے فرمایا: "اِنِّی فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیْدُ یعنی میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔" (تارِیخُ الْخُلَفاء ص ۶۲) مُراد یہ تھی کہ حکیم اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے، اُس کی مرضی کو کوئی ٹال نہیں سکتا، جو مَشِیّت (یعنی مرضی) ہے ضرور ہوگا۔ یہ حضرت صدّیق اکبر کا تَوَکُّلِ صادِق تھا اور رِضائے حق پر راضی تھے۔ (سوانح کربلا ص ۴۸ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

میں مریضِ مصطفٰی ہوں مجھے چھیڑو نہ طبیبو!

مِری زندگی جو چاہو مجھے لے چلو مدینہ

صَلُّو ا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علٰی مُحَمَّد

دل مِرا دنیا پہ شیدا ہو گیا

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! عاشقِ ساقیٔ کوثر، امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا صِدّیقِ اَکبر واقعی محبوبِ ربِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کے **عاشقِ اَکبر** ہیں۔ غمِ ہجرِ مصطفٰے وعشقِ رسولِ مجتبٰی میں بیمار ہوجانا آپ کے ''عاشقِ اَکبر'' ہونے کی دلیل ہے۔ دل کی کُڑھن اور جلَن کا سبب صرف محبوبِ ربُّ العِبا د صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی یاد اور اُن کا فِراق تھا اور ایک ہم ہیں کہ ہمارا دل **دُنیا کی مَحبّت**، عارضی حُسن و جمال اور چند روزہ جاہ وجلال ہی کا شیدا ہے اور اسی کے لئے تڑپتا، ترستا اور نفسانی خواہشات پوری نہ ہونے پر حسرت ویاس سے آہیں بھرتا ہے۔

دل مِرا دنیا پہ شیدا ہو گیا اے مرے اللہ یہ کیا ہو گیا

کچھ مرے بچنے کی صورت کیجئے اب تو جو ہونا تھا مولٰی ہو گیا

عیب پوشِ خلق دامن سے ترے

سب گنہگاروں کا پردہ ہو گیا (ذوقِ نعت)

صَلُّو ا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علٰی مُحَمَّد

سیِّدُنا صدّیقِ اَکبر کو زَہر دیا گیا

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وصالِ ظاہری کے اسباب مختلف بتائے جاتے ہیں، بعض روایات کے مطابق غارِ ثور والے سانپ کے زَہر کے اثر کے عَود کرنے (یعنی لوٹ کر آجانے) کے سبب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وفات ہوگئی۔ ایک سبب یہ بتایا گیا کہ غمِ مصطفٰے میں گُھل گُھل کر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جان دیدی جبکہ ابنِ سعد و حاکم نے ابنِ شہاب سے روایت کی ہے کہ (سیِّدُنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وفات کا ظاہری سبب یہ تھا کہ) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس کسی نے تحفۃً خُزَیرہ (یعنی قیمے والا دلیہ) بھیجا تھا، آپ اور حارِث بن کَلَدہ دونوں کھانے میں شریک تھے (کچھ کھانے کے بعد) حارِث نے (جو کہ طبیب تھا) عرض کی: اے خلیفۂ رسولُ اللہ! ہاتھ روک لیجئے (اور اسے نہ کھائیے) کہ اس میں زَہر ہے اور یہ وہ زَہر ہے جس کا اثر ایک سال میں ظاہر ہوتا ہے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ دیکھ لیجئے گا کہ ایک سال کے اندر اندر میں اور آپ ایک ہی دن فوت ہوں گے۔ یہ سُن کر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا لیکن زہر اپنا کام کرچکا تھا اور یہ دونوں اِسی دن سے بیمار رہنے لگے اور ایک سال گزرنے کے بعد (اُسی زہر کے اثر سے) ایک ہی دن میں انتقال کیا۔

(تارِیخُ الْخُلَفاء ص ٦٢)

ھائے ! ذلیل دنیا!!

حاکِم کی یہ روایت شَعبی سے ہے کہ انہوں نے کہا: اِس دنیائے دُوں (یعنی ذلیل دنیا) سے ہم بھلا کیا توقُّع رکھیں کہ (اِس میں تو) رسولِ خدا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کو بھی زَہر دیا گیا اور حضرتِ سیِّدُنا صِدّیق اَکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی۔ (اَیضاً) ان اقوال میں تعارُض (یعنی ٹکراؤ) نہیں ہوسکتا ہے (وفات شریف میں) تینوں اَسباب جمع ہو گئے ہوں۔ (نزھۃُ القاری ج ۲ ص ۸۷۷ فرید بک اسٹال) **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** واقعی دنیا کی مَحَبَّت اندھی ہوتی ہے، اِس ذلیل دنیا کی اُلفت کی وجہ سے ہی سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم اور عاشقِ اکبر سیِّدُنا صدِّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زَہر دیا گیا، جب کائنات کی سب سے بڑی ہستی یعنی ذاتِ نبوی کو بھی ذلیل دنیا کے نامُراد کُتّوں نے زَہر دینے کی ناپاک سازِش کی تو اب اور کون ہے جو اپنے آپ کو اِس سے محفوظ سمجھے! لٰہذا بالخصوص نامور عُلَماء و مشائخ اور مذہبی پیشواؤں کو زیادہ مُحتاط رہنے کی ضَرورت ہے۔ دیکھئے نا! اِسی کمینی دُنیا کے عشق میں مست ہو کر کسی نابَکار نے سیِّدُ الْاَ سخِیا، راکِبِ دوشِ مصطفٰے، نواسۂ رسول حضرتِ سیِّدُنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کئی بار زَہر دیا اور آخر زَہر خُورانی ہی وفات کا باعث بنی۔ نیز حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن بَراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرتِ سیِّدُنا امام جعفر صادِق رَحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ حضرتِ سیِّدُنا امام موسیٰ کاظِم رَحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ حضرتِ سیِّدُنا امام علی رضا رَحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرتِ سیِّدُنا

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفاتِ حسرت آیات کا سبب بھی زَہر ہوا۔

یارسولَ اللّٰہ ! ابوبکر حاضِر ھے

وِصالِ ظاہِری سے قبل فیضیابِ فیضانِ نُبُوَّت، صاحِبِ فضیلت وکرامت حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اَکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے **وصیَّت** فرمائی کہ میرے جنازے کو شاہِ بحروبر، مدینے کے تاجور، حبیبِ داوَر صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ اَنور کے پاک دَر کے سامنے لاکر رکھ دینا اور اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہہ کر عرض کرنا: ''یارسولَ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم، ابوبکر آستانۂ عالیہ پر حاضِر ہے۔'' اگر دروازہ خودبخود کُھل جائے تو اندر لے جانا ورنہ جنَّتُ البَقِیع میں دَفن کر دینا۔ جنازۂ مُبارَکہ کو حسبِ وَصِیّت جب روضۂ اَقدس کے سامنے رکھا گیا اور عرض کیا گیا: اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! ابوبکر حاضِر ہے۔ یہ عرض کرتے ہی **دروازے کا تالا خودبخود کُھل گیا** اور آواز آنے لگی: اُدۡخِلُوا الۡحَبِیۡبَ اِلَی الۡحَبِیۡبِ فَاِنَّ الۡحَبِیۡبَ اِلَی الۡحَبِیۡبِ مُشۡتَاقٌ یعنی محبوب کو محبوب سے مِلا دو کہ محبوب کو محبوب کا اِشتیاق ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۱۶۷ داراحیاء التراث العربی بیروت)

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

صدیقِ اکبر حیاتُ النَّبی کے قائل تھے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور! اگر حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ

رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو زندہ نہ جانتے تو ہرگز ایسی وصیت نہ فرماتے کہ روضۂ اَقدس کے سامنے میرا جنازہ رکھ کرنبیِّ رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اِجازت طلب کی جائے۔حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیَّت کی اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوان نے اِسے عَمَلی جامہ پہنایا،جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوان کا یہ عقیدہ تھا کہ محبوبِ پروَرْدگار،شاہِ عالَم مدار،دوعالَم کے مالِک ومُختار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بعدِ وصال بھی قبرِ اَنور میں زندہ وحیات اور صاحبِ تَصَرُّفات واِختیارات ہیں۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ!

تُو زندہ ہے وَاللہ تُو زندہ ہے وَاللہ
مرے چشمِ عالَم سے چُھپ جانے والے (حدائقِ بخشش شریف)

حیاتُ الانبِیَا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! بعطائے ربُّ الانام تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام زندہ ہیں۔چُنانچِہ ''ابنِ ماجہ'' کی حدیثِ پاک میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ. بے شک اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیاء (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) کے جسموں کو خراب کرے تو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نبی زندہ ہیں،روزی دیئے جاتے ہیں۔

(سُنَنِ اِبن ماجہ ج۲ ص۲۹۱ حدیث ۱۶۳۷)

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ یعنی

انبیاحیات ہیں اوراپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

(مُسنَدُ اَبِی یَعْلٰی ج۳ ص۲۱۶ حدیث۳۴۱۲ دارالکتب العلمیة بیروت)

گستاخِ رسول سے دُور رھو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رسول صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے **مُتعلّق** ہر مسلمان کا وہی عقیدہ ہونا ضروری ہے جو صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوان اوراسلافِ عُظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السّلام کا تھا، اگر **معاذاللہ** شیطان وسوسے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور عظمتِ وشانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں طعنہ زَنی کرتے ہوئے عقلی دَلائل سے قائل کرنے کی ناپاک سَعی (کوشش) کرے تو اُس سے الگ تھلگ ہوجایئے جیسا کہ **دعوتِ اِسلامی** کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مَطبُوعہ **162** صَفحات پر مُشتَمِل کتاب **''ایمان کی پہچان''** صَفحہ**58** پر اعلیٰ حضرت ، اِمامِ اَہلسنّت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن عاشقانِ رسول کو تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''جب وہ (یعنی گستاخانِ رسول) رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں گستاخی کریں اَصلاً (یعنی بالکل) تُمھارے قلب میں اُن (گستاخوں) کی عَظمت، اُن کی مَحبَّت کا نام ونشان نہ رہے فوراً اُن (گستاخوں) سے الگ ہوجاؤ، اُن (لوگوں) کو دُودھ سے مکّھی کی طرح نکال کر پھینک دو، اُن (بدبختوں) کی صُورت، اُن کے نام سے نَفرت کھاؤ پھر نہ تم اپنے رِشتے، عِلاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ

اُن کی مَولَوِیَّت، مَشیَخِیَّت، بُزُرگی، فضیلت کو خطرے (یعنی خاطِر) میں لاؤ۔ آخر یہ جو کچھ (رشتہ وتعلُّق) تھا، محمدٌ رَّسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غلامی کی بِنا پر تھا، جب یہ شخص اُن ہی کی شان میں گُستاخ ہوا پھر ہمیں اُس سے کیا عِلاقہ (تعلُّق) رہا؟''

(ایمان کی پہچان، ص ۵۸ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

اُنہیں جانا اُنہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام　　لِلّٰہِ الْحَمْد! میں دُنیا سے مسلمان گیا

اُف رے مُنکِر یہ بڑھا جوشِ تَعَصُّب آخر　　بھیڑ میں ہاتھ سے کم بَخت کے اِیمان گیا

(حدائق بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !　　صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

گستاخِ صَحابہ سے دُور رہو

حضرتِ علاّمہ جلالُ الدّین سُیُوطی شافِعی علیہ رحمۃ اللہِ القوی ''شرحُ الصُّدور'' میں نقل کرتے ہیں: ایک شخص کی موت کا وَقت قریب آ گیا تو اس سے کلمۂ طیِّبہ پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس کے پڑھنے پر قادر نہیں ہوں کیوں کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ نِشَست و برخاست (یعنی اٹھنا بیٹھنا) رکھتا تھا جو مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بُرا بھلا کہنے کی تلقین کرتے تھے۔　(شَرحُ الصُّدور ص ۳۸ مرکز اھلسنت برکات رضا الھند)

قَبر میں شیخین کا وسیلہ کام آ گیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس حکایت سے شیخین کریمین یعنی سیِّدُنا صدّیق وفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کی بُلند شانیں معلوم ہوئیں، جب ان کی توہین کرنے والوں سے

دوستی رکھنے کا یہ وَبال کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہو رہا تھا تو پھر جو لوگ خود توہین کرتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا! لہٰذا شیخین کریمین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کے گستاخوں سے دور و نفور رہنا ضَروری ہے۔ صِرف عاشقانِ رسول و مُحبّانِ صَحابہ و اولیا کی صحبت اختیار کیجئے، ان عظیم ہستیوں کی اُلفت کا دِیا (یعنی چراغ) اپنے دل میں روشن کیجئے۔ اور دونوں جہاں کی بھلائیوں کے حقدار بنئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی مَحبَّت قَبر وحَشر میں بے حد کارآمد ہے چُنانچِہ ایک شخص کا بیان ہے: میرے اُستاذ کے ایک ساتھی فوت ہو گئے۔ استاد صاحِب نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: **مـافَعَلَ اللّٰهُ بِکَ** ؟ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا مُعامَلہ کیا؟ جواب دیا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفِرت فرمادی۔ پوچھا: **مُنکَر نکیر** کے ساتھ کیسی رہی؟ جوابدیا: اُنہوں نے مجھے بٹھا کر جب سُوالات شروع کئے، اللہ عَزَّوَجَل نے میرے دل میں ڈالا اور میں نے فِرِشتوں سے کہدیا: ''سیِّدُنا **ابوبکر و فاروق** رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کے واسِطے مجھے چھوڑ دیجئے۔'' یہ سُن کر ایک فِرِشتے نے دوسرے سے کہا: ''اس نے بڑی بُزُرگ ہستیوں کا وسیلہ پیش کیا ہے لہٰذا اس کو چھوڑ دو۔'' چُنانچِہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور تشریف لے گئے۔ (شَرحُ الصُّدُورص ۱۴۱)

واسِطہ دیا جو آپ کا
میرے سارے کام ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی علٰی مُحَمَّد

بروزِ محشر مزاراتِ منوَّر سے باہَر آنے کا حسین منظر

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مَطْبُوعہ 561 صَفْحات پر مُشْتَمِل کتاب ''ملفوظاتِ اعلٰی حضرت'' صَفْحہ 61 پر امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن بیان فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضورِ اَقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے داہنے (یعنی سیدھے) دستِ اَقدس میں حضرتِ صِدّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہاتھ لیا اور بائیں (یعنی الٹے) دستِ مُبارَک میں حضرتِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہاتھ لیا اور فرمایا: ھٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی ہم قِیامت کے روز یوں ہی اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی ج۵ ص۳۷۸ حدیث۳۶۸۹،تاریخ دمشق ج۲۱ ص۲۹۷)

محبوبِ ربِّ عرش ہے اس سبز قُبّے میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عُمر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

راہِ خدا میں آنے والی مشکلات کا سامنا کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے رَہبر حضرتِ سیِّدُ ناصدّیقِ اَکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ یقیناً عاشقِ اَکبر ہیں، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے عشق کا اِظہار عَمَل و کِردار سے کیا اور جب عشق کی راہ، پُرخار اور سخت دُشوار گزار ہوئی تب بھی آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ جذبۂ عشقِ شہنشاہِ ابرار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم سے سرشار رہے، خطیبِ اوّل کا شرف پاتے ہوئے دینِ اِسلام کی خاطر شدید مار پڑنے کے باوُجود آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پائے

اِستقلال میں ذرّہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ **راہِ خدا** عَزَّوَجَلَّ **میں آپ** رضی اللہ تعالٰی عنہ **کی اِس مُشکلات بھری حیات میں ہمارے لئے یہ دَرس ہے** کہ ''نیکی کی دعوت'' کی راہوں میں خواہ کیسے ہی مصائب کا سامنا ہو مگر پیچھے ہٹنا کُجا اس کا خیال بھی دل میں نہ آنے پائے۔

جب آقا آخری وقت آئے میرا مرا سر ہو ترا بابِ کرم ہو

سدا کرتا رہوں سنّت کی خدمت مرا جذبہ کسی صورت نہ کم ہو (وسائلِ بخشش)

غمِ دنیا میں نہیں غمِ مصطفٰے میں روئیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عاشقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عشق ومَحبّت بھری مُبارَک زندگی سے ہمیں یہ بھی درس ملتا ہے کہ ہماری آہیں اور سسکیاں دُنیا کی خاطر نہ ہوں، مَحبّتِ دُنیا میں آنسو نہ بہیں، دُنیوی جاہ وحشمت (یعنی شان وشوکت) کے لئے سینے میں کَسَک پیدا نہ ہو بلکہ ہمارے دل کی حسرت، حُبِّ نبی ہو، آنسو یادِ مصطَفٰے میں بہیں، دُنیا کے دیوانے نہیں بلکہ شمعِ رِسالت کے پروانے بنیں، اُنہی کی پسند پر اپنی پسند قربان کریں اور یہی خواہش ہو کہ کاش! میرا مال، میری جان محبوبِ رحمٰن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آن پر قربان ہو جائے، اُن سے نسبت رکھنے والی ہر چیز دلعزیز ہو، جو خوش بخت ایسی زندگی گزارنے میں کامیاب ہو گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تبارَک وتعالٰی اُس کے لئے دُنیا مسخّر اور مخلوق کو اُس کے تابع کردے گا، آسمانوں میں اُس کے چرچے ہوں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ خدا و مصطَفٰے کا محبوب بن جائے گا۔

وہ کہ اُس در کا ہوا خلقِ خدا اُس کی ہوئی
وہ کہ اُس در سے پھرا اللہ اُس سے پھر گیا (حدائقِ بخشش شریف)

لیکن اَفسوس! صد اَفسوس! آج کے مسلمانوں کی اکثریت شاہِ اَبرار، دوعالَم کے مالِک ومُختار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے **اُسوۂ حَسَنہ** کو اپنا معیار بنانے کے بجائے اغیار کے شِعار اور فیشن پر نثار ہوکر ذلیل وخوار ہوتی جارہی ہے۔

کون ہے تارِکِ آئینِ رسولِ مُختار | مصلحت، وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شِعارِ اَغیار | ہوگئی کس کی نِگہ طرزِ سلَف سے بیزار

قلب میں سوز نہیں، رُوح میں اِحساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمہیں پاس نہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

تُوبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُاللّٰہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحمَّد

یہ کیسا عشق اور کیسی مَحَبّت ہے؟

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! جو لوگ اپنے والدین سے مَحَبَّت کرتے ہیں وہ اُن کا دل نہیں دُکھاتے، جنہیں اپنے بچے سے مَحَبَّت ہوتی ہے وہ اُسے ناراض نہیں ہونے دیتے، کوئی بھی اپنے دوست کو غم زدہ دیکھنا گوارا نہیں کرتا کیونکہ جس سے مَحَبَّت ہوتی ہے اُسے رَنجیدہ نہیں کیا جاتا مگر آہ! آج کے اکثر مسلمان جو کہ عشقِ رسول کے دعویدار ہیں مگر اُن کے کام محبوبِ ربُّ الانام صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو شاد کرنے والے نہیں، سنو!

سنو! رسولِ ذی وقار، دوعالَم کے تاجدار، شَہَنْشاہِ اَبرار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: ''جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر ج۲۰ ص۴۲۰ حدیث۱۰۱۲) وہ کیسے عاشقِ رسول ہیں جو کہ نماز سے جی چُرا کر، نماز جان بوجھ کر قضا کر کے سرکار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قلبِ پُراَنوار کے لئے تکلیف وآزار کا سبب بنتے ہیں۔ یہ کون سی مَحَبَّت اور کیسا عشق ہے کہ رسولِ رفیعُ الشان، مدینے کے سلطان صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ماہِ رَمضان کے روزوں کی تاکید فرمائیں مگر خود کو عاشقانِ رسول میں کھپانے والے اِس حُکمِ والا سے رُوگردانی کر کے ناراضیٔ مصطَفٰے کا سبب بنیں، حضورِ اکرم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نمازِ تراویح کی تاکید فرمائیں مگر سُست و غافل اُمّتیوں سے نہ پڑھی جائے، پڑھیں بھی تو رَسماً ماہِ رَمضان کے ابتدائی چند دن اور پھر یہ سمجھ بیٹھیں کہ پورے رمضانُ المبارَك کی نمازِ تراویح ادا ہوگئی۔ پیارے مصطَفٰے صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرمائیں: ''مونچھیں خوب پست (یعنی چھوٹی) کرو اور داڑھیوں کو مُعافی دو (یعنی بڑھاؤ) یہودیوں کی سی صورت نہ بناؤ۔'' (شرح معانی الآثار للطحاوی ج٤ ص٢٨ دارالکتب العلمیۃ بیروت) مگر عشقِ رَسول کے دعوے دار مگر فیشن کے پرستار دُشمنانِ سرکار جیسا چہرہ بنائیں، کیا یہی عشقِ رسول ہے؟

سرکار کا عاشِق بھی کیا داڑھی مُنڈاتا ہے؟
کیوں عِشق کا چہرے سے اِظہار نہیں ہوتا!

فِکرِ مدینہ[1] کیجئے! یہ کیسا عشق اور کیسی محبت ہے؟ کہ محبوبِ خوش خِصال صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دُشمنوں جیسی شکل وصورت وچال ڈھال اپنانے میں فخر محسوس کیا جائے!

وَضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدُّن میں ہُنُود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُحسن وکریم اور شفیق ورحیم آقا صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو ہمیں ہمیشہ یاد فرماتے رہے، بلکہ دنیا میں تشریف لاتے ہی آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سجدہ کیا۔ اس وقت ہونٹوں پر یہ دُعا جاری تھی: رَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ یعنی پروردگار! میری اُمّت مجھے ہِبہ کر دے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۳۰ ص ۷۱۷)

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریٔ اُمّت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش شریف)

تا قیامت ''اُمّتی اُمّتی'' فرمائیں گے

مَدارِجُ النُّبُوۃ میں ہے: حضرتِ سیِّدُنا قُثَم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ وہ شخص تھے جو آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو قبر انور میں اُتارنے کے بعد سب سے آخر میں باہَر آئے تھے، چُنانچہ ان کا بیان ہے کہ میں ہی آخری شخص ہوں جس نے **حُضُورِ انور** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا رُوئے مُنوَّر، قبر اَطہر میں دیکھا تھا، میں نے دیکھا کہ سلطانِ مدینہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم قبرِ انور میں اپنے لبہائے مبارَکہ کو جُنبِش فرما رہے تھے (یعنی

---

[1] دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں اپنے اعمال کا مُحاسَبہ کرنے کو ''فکرِ مدینہ'' کہتے ہیں۔

مبارک ہونٹ ہل رہے تھے) میں نے اپنے کانوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دَہَن (یعنی منہ) مبارک کے قریب کیا، میں نے سنا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے تھے "رَبِّ اُمَّتِی اُمَّتِی" (یعنی پروردگار! میری اُمّت میری اُمّت) (مَدارِجُ النُّبوۃ ج ۲ ص ۴۴۲) نیز کنزالعُمّال جلد 7 صفحہ 178 پر ہے: فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: "جب میری وفات ہوجائے گی تو اپنی قَبر میں ہمیشہ پکارتا رہوں گا: یا رَبِّ اُمَّتِی اُمَّتِی یعنی اے پروردگار! میری اُمّت میری اُمّت۔ یہاں تک کہ دوسرا صُور پھونکا جائے۔" (کَنزُ العُمّال) میرے آقا اعلٰی حضرت اپنے لئے ایمان کی حفاظت کی خیرات طلب کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

جنہیں مَرقد میں تا حشر اُمَّتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کرلو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا (حدائقِ بخشش شریف)

مُحدّث اعظم پاکستان نے فرمایا

مُحدّثِ اَعظم پاکستان حضرت علاّمہ مولانا سردار احمد علیہ رحمۃ اللہِ الاَحد فرمایا کرتے تھے کہ حُضُورِ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو ساری عمر ہمیں اُمَّتی اُمَّتی کہہ کر یاد فرماتے رہے، قبرانور میں بھی اُمَّتی اُمَّتی فرما رہے ہیں اور حشر تک فرماتے رہیں گے یہاں تک کہ محشر کے روز بھی اُمَّتی اُمَّتی فرمائیں گے۔ حق یہ ہے کہ اگر صِرف ایک بار بھی اُمّتی فرمادیتے اور ہم ساری زندگی یا نبی یا نبی، یارسولَ اللہ یا حبیبَ اللہ کہتے رہیں تب بھی اُس ایک بار اُمّتی کہنے کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

جن کے لب پر رہا ''اُمّتی اُمّتی'' یاد اُن کی نہ بھول اے نیازؔی کبھی
وہ کہیں اُمّتی تُو بھی کہہ یا نبی! میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لیے

بروزِ قیامت فکرِ اُمّت کا انداز

حضرتِ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، حُضور شاہِ خیرُ الْاَنام صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: قِیامت کے دن تمام انبیاءِ کرام (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) سونے کے منبروں پر جلوہ گر ہوں گے، میرا منبر خالی ہو گا کیوں کہ میں اپنے رب کے حُضُور خاموش کھڑا ہوں گا کہ کہیں ایسا نہ ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے جنّت میں جانے کا حکم فرمادے اور میری اُمّت میرے بعد پریشان پھرتی رہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تعالٰی فرمائے گا: اے محبوب! تیری اُمّت کے بارے میں وُہی فیصلہ کروں گا جو تیری چاہت ہے۔ میں عرض کروں گا: اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ حِسَابَھُمْ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان کا حساب جلدی لے لے (کہ میں ان کو ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں) یہ مسلسل عرض کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے دوزخ میں جانے والے میرے اُمّتیوں کی فہرست دے دی جائے گی (جو جہنّم میں داخل ہو چکے ہوں گے ان کی شفاعت کر کے میں انہیں نکالتا جاؤں گا) یوں عذابِ الٰہی کے لیے میری اُمّت کا کوئی فرد نہ بچے گا۔ (کَنْزُ الْعُمّال ج۷ ص۱۴ رقم ۳۹۱۱۱ دارالکتب العلمیة بیروت)

اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا جہنّم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطَفٰے نے دریا بہا دیئے ہیں

اے عاشقانِ رسول! اُمّت کے غمخوار آقا کے قدموں پر نثار ہو جائیے اور زندگی ان کی غلامی بلکہ ان کے غلاموں کی غلامی اور دعوتِ اسلامی اور اس کے مَدَنی قافِلوں

کے اندر سفر میں گزار کر مرنے کے بعد ان کی شَفاعت کے حق دار ہو جائیے اور اپنا منہ بروزِ قِیامت نبیِّ رحمت، شفیعِ امّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دکھانے کے قابل بنا لیجئے یعنی یہود و نصاریٰ کی سی شکل و صورت بنانی چھوڑ دیجئے، اپنے چہرے پر ایک مٹّھی داڑھی سجا لیجئے، انگریزی بالوں کے بجائے زلفیں رکھ لیجئے اور ننگے سر گھومنے کے بجائے سبز عمامہ شریف کے ذَرِیعے اپنا سر ''سرسبز'' کر لیجئے۔ بس اپنے ظاہر و باطن پر مَدَنی رنگ چڑھا لیجئے۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روزِ جزا
دی اُن کی رَحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیِّ نِعمت، عظیمُ البَرکت، عظیمُ المَرتَبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلَّت، حامیِ سنّت، ماحِیِٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعِثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن ہمیں سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضاؔ
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے

کاش! ہم پکّے عاشقِ رسول بن جائیں

حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قدموں کی دُھول کے صدقے کاش! ہم بھی سچّے اور پکّے عاشقِ رسول بن جائیں۔ کاش! ہمارا اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، لینا دینا، جینا مرنا میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی

علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سُنَّتوں کے مطابِق ہوجائے۔اے کاش!

فنا اِتنا تو ہو جاؤں میں تیری ذاتِ عالی میں
جو مجھ کو دیکھ لے اُس کو ترا دیدار ہو جائے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے اندر عشقِ حقیقی کی شمع روشن کیجئے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ظاہر وباطن مُنَوَّر ہوجائے گا اور دُنیا وآخرت میں سُرخ رُوئی قدم چومے گی۔

خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم
عشق ہو جس کا جَسُور[1] فَقْر ہو جس کا غَیُور

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی مُحَمَّد

صِدّیقی حضرات کے انگوٹھے میں نشان!

حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی اولاد کو ''صِدّیقی'' بولتے ہیں، ان کے پاؤں کے انگوٹھے میں آج بھی **سانپ** کے کاٹنے کا نشان نظر آنا ممکن ہے۔مگر دِکھائی نہ دینے پر کسی صدّیقی صاحِب کی صِدّیقیّت پر **بدگمانی** جائز نہیں کہ ہر ایک میں یہ علامت واضح نہیں ہوتی۔سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہُ نے ایک صدّیقی عالِم صاحِب سے ''انگوٹھے کا نشان'' دکھانے کی درخواست کی تو کہا کہ میرے والِد صاحِب رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے کُھرچ کر ظاہر کیا تھا مگر اب پھر چُھپ گیا ہے۔ **مُفَسِّرِ** شہیر حکیمُ **الْاُمَّت** حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان ''مِراٰۃُ المناجیح'' جلد 8 صَفْحَہ 359 پر فرماتے ہیں: ''بعض صالحین کو فرماتے سنا

---

[1] بہادُر، جرأت مند۔

گیا کہ جو شیخ صِدّیقی (سیِّدُ ناصِدّیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے شہزادے جو کہ صَحابی تھے اُن یعنی) حضرت **محمد** بن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی اولاد سے ہیں، انہیں **سانپ** یا تو کاٹتا نہیں اگر کاٹے تو (زہر) اثر نہیں کرتا۔ (یہ) اُس لُعاب شریف کا اثر ہے (جو کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے سیِّدُ ناصِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انگوٹھے پر غارِ ثور میں سانپ کے ڈسنے کی جگہ لگایا تھا) اور ان کی اولاد کے پاؤں کے انگوٹھے میں "سیاہ تِل" ہوتا ہے حتّٰی کہ اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے شیخ صِدّیقی ہو تو دونوں پاؤں کے انگوٹھے میں **تِل** ہوگا۔ میں نے بَہُت (سے) صدّیقی حضرات کے پاؤں کے انگوٹھے میں یہ تِل دیکھے ہیں۔ غَرَضیکہ یہ عجیب **مُعجزات** ہیں" (یعنی صدّیقیوں کو سانپ کا نہ کاٹنا، کاٹے تو زہر کا اثر نہ کرنا اور آج تک پاؤں کے انگوٹھے میں **تِل** کا پایا جانا یہ سب سرکارِ رسالت مآب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے مبارَک لُعاب کے مُعجزات ہیں)

ضعیفی میں یہ قوّت ہے ضعیفوں[1] کو قوی کر دیں
سہارا لیں ضعیف و اَقوِیا[2] صدّیقِ اکبر کا (ذوقِ نعت)

صدّیقِ اکبر نے مدنی آپریشن فرمایا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے دل میں عشقِ رسول کی شمع جلانے اور اپنا سینہ مَحبّتِ رسول کا مدینہ بنانے کے لئے **دعوتِ اسلامی** کے مدَنی ماحول سے ہر دم وابَستہ رہئے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس **مدَنی ماحول** کی بَرَکت سے راہِ سنّت پر چلنے کی سعادت اور **فیضانِ صِدّیقِ اکبر** رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی بَرَکات نصیب ہوں گی۔ سنّتوں کی تربیّت کی

مـــــــــــدینـــــــه

[1] کمزوروں [2] قوی کی جمع۔ طاقتور

خاطر ہر ماہ کم از کم تین دن کیلئے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنّتوں بھرے سفر کا معمول بنائیے، مَدَنی مرکز کے عنایت، فرمودہ نیک بننے کے نسخے ''مَدَنی انعامات'' کے مطابق اپنی زندگی کے شب و روز گزاریئے نیز روزانہ رات کم از کم 12 منٹ **فکرِ مدینہ** کیجئے اور اس میں مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پُر فرما لیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دونوں جہانوں میں بیڑا پار ہوگا۔ دعوتِ اسلامی کو کس قدر **فیضانِ صِدّیق اَکبر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل ہے اِس کا اَندازہ اِس **مدنی بہار** سے لگایئے چُنانچہ **ایک عاشقِ رسول** کا بیان اپنے انداز واَلفاظ میں پیش کرنے کی کوشِش کرتا ہوں: ہمارا **مَدَنی قافِلہ** ''ناکہ کھارڑی'' (بلوچستان، پاکستان) میں سنّتوں کی تربیّت کے لئے حاضِر ہوا تھا، مَدَنی قافِلے کے ایک مسافِر کے سر میں چار چھوٹی چھوٹی گانٹھیں ہوگئی تھیں جن کے سبب اُن کو **آدھا سیسی** (یعنی آدھے سر) کا دَرد ہوا کرتا تھا۔ جب درد اُٹھتا تو درد کی طرف والے چہرے کا حصّہ سیاہ پڑ جاتا اور وہ تکلیف کے سبب اِس قَدَر تڑپتے کہ دیکھا نہ جاتا۔ ایک رات اِسی طرح وہ درد سے تڑپنے لگے، ہم نے گولیاں کِھلا کر اُن کو سُلا دیا۔ صبح اُٹھے تو ہشّاش بشّاش تھے۔ اُنہوں نے بتایا کہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** عَزَّوَجَلَّ مجھ پر کرم ہوگیا، میرے خواب میں **سرکارِ رسالت مآب** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے مَع چار یار عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کرم بالائے کرم فرمایا۔

سرِ بالیں اُنہیں رَحمت کی اَدا لائی ہے
حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے میری جانب اشارہ کرتے ہوئے

حضرتِ سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''اِس کا درد ختم کردو۔'' چُنانچہ یارِ غار و یارِ مزار سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے میرا اِس طرح **مَدَنی آپریشن** کیا کہ میرا سَر کھول دیا اور میرے دِماغ میں سے چار کالے دانے نکالے اور فرمایا: ''بیٹا! اب تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔'' **مَدَنی بہار** بیان کرنے والے اسلامی بھائی کا کہنا ہے: واقِعی وہ اِسلامی بھائی بالکل تندُرُست ہو چکے تھے۔ سفر سے واپَسی پر جب اُنہوں نے دوبارہ ''چیک اَپ'' کروایا تو ڈاکٹر نے حیران ہو کر کہا: بھائی! کمال ہے: تمہارے دِماغ کے چاروں دانے غائب ہو چکے ہیں! اِس پر انہوں نے رو رو کر **مَدَنی قافِلے** میں سفر کی بَرَکت اور خواب کا تذکِرہ کیا۔ ڈاکٹر بہُت مُتأَثِّر ہوا۔ اُس اَسپتال کے ڈاکٹروں سمیت وہاں موجود 12 اَفراد نے 12 دن کے **مَدَنی قافِلے** میں سفر کی نیّتیں لکھوائیں اور بعض ڈاکٹروں نے اپنے چِہرے پر ہاتھوں ہاتھ **سرورِ کائنات** صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی مَحَبَّت کی نشانی یعنی **داڑھی مُبارک** سجانے کی نیّت کی۔

لوٹنے رحمتیں قافِلے میں چلو   سیکھنے سنّتیں قافِلے میں چلو
ہے نبی کی نظر قافِلے والوں پر   پاؤ گے راحتیں قافِلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب!   صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

ہم کو بوبکر و عمر سے پیار ہے   اِن شاءَ اللّٰہ اپنا بیڑا پار ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سنّت کی فضیلت اور چند سنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوّت،

مصطفٰے جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نوشۂ بزمِ جنّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مِشکاۃُ المَصابِیح ج ۱ ص ۵۵ حدیث ۱۷۵)

سینہ تری سنّت کا مدینہ بنے آقا
جنّت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

”گیسو رکھنا نبیِّ پاک کی سنّت ہے“ کے بائیس حُرُوف کی نسبت سے زُلفوں اور سر کے بالوں وغیرہ کے 22 مَدَنی پھول

﴾1﴿ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی مبارک زُلفیں کبھی نصف (یعنی آدھے) کان مبارَک تک تو ﴾2﴿ کبھی کان مبارَک کی لَو تک اور ﴾3﴿ بعض اوقات بڑھ جاتیں تو مبارَک شانوں یعنی کندھوں کو جھوم جھوم کر چومنے لگتیں (الشمائل المحمدیۃ للترمذی ص ۱۸،۳۵،۳۴) ﴾4﴿ ہمیں چاہئے کہ موقع بہ موقع تینوں سنّتیں ادا کریں، یعنی کبھی آدھے کان تک تو کبھی پورے کان تک تو کبھی کندھوں تک زُلفیں رکھیں ﴾5﴿ کندھوں کو چُھونے کی حد تک زُلفیں بڑھانے والی سنّت کی ادائیگی عُموماً نفس پر زیادہ شاق (یعنی بھاری) ہوتی ہے مگر زندگی میں ایک آدھ بار تو ہر ایک کو یہ سنّت ادا کر ہی لینی چاہئے، البتّہ یہ خیال رکھنا ضَروری ہے کہ بال کندھوں سے نیچے نہ ہونے پائیں، پانی سے اچھی طرح بھیگ جانے کے بعد زُلفوں کی درازی (یعنی لمبائی) خوب نُمایاں ہو جاتی ہے لہٰذا جن دنوں بڑھائیں ان دنوں غسل کے بعد کنگھی کر کے غور سے دیکھ لیا کریں

کہ بال کہیں کندھوں سے نیچے تو نہیں جا رہے ﴿6﴾ میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: عورتوں کی طرح کندھوں سے نیچے بال رکھنا مَرد کیلئے حرام ہے (تسہیلاً فتاوٰی رضویہ ج۲۱ص۶۰۰) ﴿7﴾ صَدرُالشَّریعہ، بَدرُالطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی فرماتے ہیں: مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے، بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جو اُن کے سینے پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گُوندھتے ہیں یا جُوڑے (یعنی عورتوں کی طرح بال اکٹھے کر کے گدّی کی طرف گانٹھ) بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خِلافِ شَرع ہیں۔ تصوُّف بالوں کے بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حُضورِ اقدس صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی پوری پَیروی کرنے اور خواہشاتِ نفس کو مٹانے کا نام ہے۔ (بہارِشریعت حصّہ ۱۶ ص ۲۳۰) ﴿8﴾ عورت کا سر مُنڈوانا حرام ہے۔ (خلاصہ از فتاوٰی رضویہ ج۲۲ ص۶۶۴) ﴿9﴾ عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اِس زمانے میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کر دیے ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی۔ شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہو گی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا (یعنی ماں باپ یا شوہر وغیرہ کا) کہنا نہیں مانا جائے گا۔ (بہارِشریعت حصّہ ۱۶ ص ۲۳۱) ﴿10﴾ بعض لوگ سیدھی یا اُلٹی جانب مانگ نکالتے ہیں یہ سنّت کے خلاف ہے ﴿11﴾ سنّت یہ ہے کہ اگر سر پر بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے (ایضاً) ﴿12﴾ (سرکارِ مدینہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم سے) بِغیر حج کبھی سر مُنڈوانا ثابت نہیں (فتاوٰی رضویہ ج۲۲ص۶۹۰)

﴿13﴾ آج کل قینچی یا مشین کے ذَرِیعے بالوں کو مخصوص طرز پر کاٹ کر کہیں بڑے تو کہیں چھوٹے کر دیئے جاتے ہیں، ایسے بال رکھنا سنّت نہیں ﴿14﴾ **فرمانِ مصطَفٰے** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم : ''جس کے بال ہوں وہ ان کا **اِکرام** کرے۔'' (**سُنَنِ ابوداوٗد** ج ٤ ص ١٠٣ حدیث ٤١٦٣) یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے اور کنگھا کرے ﴿15﴾ حضرت سیِّدُ نا ابراھیم خلیلُ **اللہ** علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے سب سے پہلے مہمانوں کی **ضِیافت** کی اور سب سے پہلے **ختنہ** کیا اور سب سے پہلے **مونچھ** کے بال تراشے اور سب سے پہلے **سفید بال** دیکھا۔ عرض کی: اے رب! یہ کیا ہے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ''اے ابراہیم! یہ **وقار** ہے۔'' عرض کی: اے میرے رب! میرا **وقار** زیادہ کر۔ (موطا ج ٢ ص ٤١٥ حدیث ١٧٥٦)

﴿16﴾ **دعوتِ اسلامی** کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 312 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' حصّہ 16 صَفحہ 224 پر ہے: محبوبِ ربُّ العباد صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت بُنیاد ہے: ''جو شخص قصداً (یعنی جان بوجھ کر) سفید بال اُکھاڑے گا قِیامت کے دن وہ **نیزہ** ہو جائے گا جس سے اس کو بھونکا جائے گا۔'' (**کَنزُ العُمّال** ج ٦ ص ٢٨١ رقم ١٧٢٧٦) ﴿17﴾ بُچّی (یعنی وہ چند بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں اس) کے اَغَل بَغَل (یعنی آس پاس) کے بال مُونڈانا یا اُکھیڑنا بدعت ہے۔ (**فتاوٰی عالمگیری** ج ٥ ص ٣٥٨) ﴿18﴾ گردن کے بال مُونڈنا مکروہ ہے۔ (**ایضاً** ص ٣٥٧) یعنی جب سر کے بال نہ مُونڈائیں صرف گردن ہی کے مونڈائیں جیسا کہ بُہت سے لوگ خط بنوانے میں گردن کے بال بھی مونڈاتے ہیں اور اگر پورے سر کے بال مونڈا دیے تو اِس کے ساتھ گردن کے بال بھی

فرمانِ مُصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مَغفِرت ہے۔(جامع صغیر)

مُونڈ ادیے جائیں۔(بہارِشریعت حصّہ ۱۶ ص ۲۳۰) ﴿19﴾ چار چیزوں کے مُتَعلِّق حکم یہ ہے کہ دفن کردی جائیں، بال، ناخن، حیض کالتّا (یعنی وہ کپڑا جس سے عورت حیض کا خون صاف کرے) خون۔(ایضاًص ۲۳۱، عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۸) ﴿20﴾ مرد کو داڑھی یا سر کے سفید بالوں کوسُرخ یا زرد رنگ کر دینا مُستَحَب ہے،اس کیلئے مہندی لگائی جاسکتی ہے ﴿21﴾ داڑھی یا سر میں مہندی لگا کر سونا نہیں چاہیے۔ایک حکیم کے بقول اس طرح مہندی لگا کر سوجانے سے سر وغیرہ کی گرمی آنکھوں میں اُتر آتی ہے جو بینائی کے لئے مُضر یعنی نقصان دِہ ہے۔حکیم کی بات کی توثیق یوں ہوئی کہ ایک بار سگِ مدینہ عُفی عنہ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اُس نے بتایا کہ میں پیدائشی اندھا نہیں ہوں،افسوس کہ سر میں مہندی لگا کر سو گیا جب بیدار ہوا تو میری آنکھوں کا نُور جاچکا تھا! ﴿22﴾ مہندی لگانے والے کی مونچھ، نچلے ہونٹ اور داڑھی کے خط کے کَنارے کے بالوں کی سفیدی چند ہی دنوں میں ظاہر ہونے لگتی ہے جو کہ دیکھنے میں بھلی معلوم نہیں ہوتی لہٰذا اگر بار بار ساری داڑھی نہیں بھی رنگ سکتے تو کوشش کر کے ہر چار دن کے بعد کم از کم ان جگہوں پر جہاں سفیدی نظر آتی ہو تھوڑی مہندی لگالینی چاہیے۔

ہزاروں سنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ دو کُتُب (۱) 312 صفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت حصّہ 16 اور (۲) 120 صَفحات کی کتاب ''سنّتیں اور آداب'' ہدِیّۃً حاصل کیجئے اور پڑھئے۔سنّتوں کی تربیّت کا ایک بہترین ذَرِیعہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سنّتوں بھرا سفر بھی ہے۔

لوٹنے رَحمتیں قافلے میں چلو سیکھنے سنّتیں قافلے میں چلو
ہوں گی حل مشکلیں قافلے میں چلو ختم ہوں شامتیں قافلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

مَنقَبت سیِّدُنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یقیناً مَنبعِ خوفِ خدا صِدّیقِ اکبر ہیں حقیقی عاشقِ خیرُالوریٰ صدّیقِ اکبر ہیں
بِلا شک پیکرِ صبر و رِضا صدّیقِ اکبر ہیں یقیناً مخزنِ صِدق و وفا صدّیقِ اکبر ہیں
نہایت مُتقی و پارسا صِدّیقِ اکبر ہیں تقی ہیں بلکہ شاہِ اَتقیا صِدّیقِ اکبر ہیں
جو یارِ غارِ محبوبِ خدا صدّیقِ اکبر ہیں وُہی یارِ مزارِ مصطفےٰ صدّیقِ اکبر ہیں
طبیبِ ہر مریضِ لادوا صدّیقِ اکبر ہیں غریبوں بے کسوں کا آسرا صدّیقِ اکبر ہیں
امیرالمؤمنیں ہیں آپ امامُ المسلمیں ہیں آپ نبی نے جنّتی جن کو کہا صدّیقِ اکبر ہیں
سبھی اَصحاب سے بڑھ کر مقرَّب ذات ہے انکی رفیقِ سرورِ اَرض و سما صدّیقِ اکبر ہیں
عمر سے بھی وہ افضل ہیں وہ عثماں سے بھی اعلیٰ ہیں یقیناً پیشوائے مُرتَضٰی صدّیقِ اکبر ہیں
امامِ احمد و مالِک، امامِ بُو حنیفہ اور امامِ شافِعی کے پیشوا صدّیقِ اکبر ہیں
تمام اولیاءُ اللہ کے سردار ہیں جو اُس ہمارے غوث کے بھی پیشوا صدّیقِ اکبر ہیں
سبھی عُلَمائے اُمّت کے، امام و پیشوا ہیں آپ بلا شک پیشوائے اَصفیا صدّیقِ اکبر ہیں
خدائے پاک کی رحمت سے انسانوں میں ہر اک سے فُزوں تر بعد از کُل انبیا صدّیقِ اکبر ہیں
ہلاکت خیز طُغیانی ہو یا ہوں موجیں طوفانی کیوں ڈوبے اپنا بیڑا ناخدا صِدّیقِ اکبر ہیں
بھٹک سکتے نہیں ہم اپنی منزل ٹھوکروں میں ہے نبی کا ہے کرم اور رہنما صدّیقِ اکبر ہیں
گناہوں کے مرض نے نیم جاں ہے کر دیا مجھ کو طبیب اب بس مرے تو آپ یا صدّیقِ اکبر ہیں
نہ گھبراؤ گنہگارو تمہارے حشر میں حامی محبِّ شافعِ روزِ جزا صِدّیقِ اکبر ہیں

نہ ڈر عطّار آفت سے خدا کی خاص رحمت سے
نبی والی ترے، مُشکلکُشا صدّیقِ اکبر ہیں